نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

حیاتِ قدسی

حصّہ دوم

جس کا دوسرا نام

المقالات القدسیّہ

فی

البرکاتِ الاحمدیّہ

ہے

شائع کردہ

سیٹھ علی محمد اے الہ دین ایم۔ اے سکندرآباد دکن

یکم ستمبر ۱۹۵۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

عرضِ حال

حیات قدسی یعنی سوانح حیات حضرت مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی مبلغ سلسلۂ عالیہ احمدیہ کا پہلا حصہ ماہ جنوری ۱۹۵۱ء میں شائع ہوا تھا خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میں تحریر کردہ حالات بہت سے احباب کے لئے باعث دلچسپی اور ازدیاد ایمان ہوئے اور قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم ۔ اے مدظلہ العالی نے اس کے متعلق بعد ملاحظہ اپنے ایک خط بنام مکرم مولوی برکات احمد صاحب بی ۔ اے میں تحریر فرمایا کہ :۔

" واقعات بہت دلچسپ ہیں اور جماعت میں روحانیت اور تصوف کی چاشنی پیدا کرنے کے لئے خدا کے فضل سے بہت مفید ہو سکتے ہیں ۔ یہ کتاب اس انداز کی ہے جیسا کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اکبر خاں صاحب نجیب آبادی کو اپنے سوانح املاء کرائے تھے "

" حیات قدسی " کا دوسرا حصہ اب شائع کیا جا رہا ہے ۔ یہ حالات بھی حضرت مولوی صاحب نے خود بیان کئے ہیں ۔ اور مکرم مولوی مصلح الدین صاحب مولوی فاضل ابن حضرت مولوی صاحب موصوف نے مرتب کئے ہیں ۔ خدا تعالیٰ کتاب کے اس حصہ کو بھی سلسلہ کے لئے مفید اور بابرکت کرے اور بقیہ حصص کی تکمیل و اشاعت کی بھی توفیق عطا فرمائے ۔

خاکسار

سیٹھ علی محمد ۔ اے الہ دین

سکندر آباد ۔ دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیعتِ روحانی

قادیان مقدس میں جب میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعتِ راشدہ سے مشرف ہوا تو حضور اقدس علیہ السلام نے ازراہ نصیحت فرمایا کہ نماز دل کو سنوار کر پڑھنا چاہیئے اور مسنونہ دعاؤں کے علاوہ اپنی مادری زبان میں بھی دُعا کرنی چاہیئے۔ مولوی امام الدین صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضور کیا مادری زبان میں دعا کرنے سے نماز ٹوٹ تو نہ جائے گی؟ حضور اقدس فداہ نفسی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا نماز ٹوٹی ہوئی تو پہلے ہی ہے ہم نے تو نماز جوڑنے کے لئے یہ بات کہی ہے۔ اس کے بعد حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں کثرت سے درود شریف اور استغفار پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ مجھے ایک عرصہ تک درود و استغفار کی کثرت کے متعلق خلجان رہا کہ کثرت سے نہ معلوم کتنی تعداد مراد ہے۔ تب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے بحالت کشف ملے اور میری بیعت لی اور فرمایا کہو استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ مائۃ مرۃ۔

یعنی سو مرتبہ استغفار پڑھو۔ اس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ کثرت سے مراد عام حالات میں کم از کم سو مرتبہ استغفار کا وِرد ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تعلیمِ قرآن مجید

انہی ایام مبارکہ میں مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک اونچا سا درخت ہے جس کے نیچے سے لے کر اوپر تک تمام قرآن مجید لکھا ہوا ہے اور مَیں ایک غیبی تحریک کے ماتحت اس درخت پر چڑھتا اور قرآن مجید پڑھتا جاتا ہوں یہانتک

کہ جب میں نے اس درخت کی چوٹی پر پہنچ کر تمام قرآن مجید ختم کر لیا تو پھر میں نے لوگوں کو اس کی طرف دعوت دینا شروع کر دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

تفسیر قرآن مجید

اس کے کچھ عرصہ بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سامنے ایک کتاب ہے۔ جسے میں کھولتا ہوں تو وہ مشرق سے مغرب تک پھیل جاتی ہے اور جب بند کرتا ہوں تو وہ زمین سے آسمان تک پہنچتی ہے مجھے بتایا گیا کہ یہ قرآن مجید کی تفسیر ہے۔ چنانچہ میں نے اُسے پڑھنا شروع کیا اور پڑھتے پڑھتے بیدار ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

تین سطریں

ایسا ہی ایک مرتبہ میں نے سیدنا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں بحالتِ کشف دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے جدِّ امجد حضرت میاں نور صاحب چنابی علیہ الرحمتہ کی شکل میں ظاہر ہوا اور مجھ سے کہنے لگا کہ اگر آپ عربی علوم بھی حاصل کر لیتے تو اچھا ہوتا۔ میں نے کہا کہ وہ رسمی علوم جن کی تحصیل علماء کرتے ہیں اُن سے تو مجھے نفرت ہے۔ تب اُس نے اپنی بغل سے ایک رسالہ نکال کر میرے سامنے رکھا اور مجھے پڑھنے کو کہا جب میں تین سطریں پڑھ چکا تو اس فرشتہ نے وہ رسالہ اُٹھا لیا اور فرمایا:-

"تیرے لئے تین سطریں ہی کافی ہیں"

اس کشف کی تعبیر مجھے یہ معلوم ہوئی کہ ان تین سطروں سے مراد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت خلیفتہ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خلیفتہ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے تین دوروں کے ذریعے دینی علوم کی تکمیل کی طرف اشارہ تھا۔ جن کی بدولت خدا تعالیٰ نے

مجھے دینی علوم میں خارق عادت طور پر ترقی عطا فرمائی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

سراج الاسرار

ایسا ہی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں مجھے ایک رات خواب میں شیخ سعدی علیہ الرحمتہ ملے اور فرمایا آپ کتنے خوش نصیب لوگ ہیں جنہوں نے حضرت امام مہدی کا زمانہ پایا ہے آپ میری طرف سے بھی حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت میں سلام عرض کر دیں چنانچہ جب میں صبح اٹھا تو میں نے ایک معروضہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں تحریر کیا اور شیخ سعدی علیہ الرحمتہ کا سلام پہنچا دیا۔ چند روز کے بعد پھر شیخ سعدیؒ خواب میں ملے اور نہایت ہی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے مجھے ایک کتاب بطور ہدیہ کے عنایت کی۔ جب میں نے اس کا سرورق پڑھا تو اس پر لکھا ہوا تھا

"سراج الاسرار"

دو مہریں

انہی ایام میں ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ احمدیت قبول کرنے والوں پر کوئی نشان لگاتا جاتا ہے جب وہ فرشتہ میرے پاس آیا تو اس نے میرے ایک کندھے پر فضل الدین کی اور دوسرے کندھے پر شرف الدین کی مہر لگائی۔ اس کی تعبیر مجھے یہ سمجھ آئی کہ فضل الدین سے مراد احمدیت کی فضیلت ہے اور شرف الدین سے مراد تبلیغ کی سعادت اور شرف ہے جو کہ اب تک مجھے نصیب ہو رہا ہے۔

چشمۂ مسیح

ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں ایک چشمہ ہے جو باؤلی کی صورت میں ہے۔ میں اور حضرت میر محمد اسحاق صاحب اور حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہما زینہ سے نیچے اترے اور خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ پھر جب ہم اس چشمہ سے سیر ہو کر اوپر آئے تو راستہ میں عزیزم مولوی جلال الدین صاحب شمس کو میں نے دیکھا کہ وہ اس چشمہ سے پانی پینے کے لئے جا رہے ہیں۔

غسل دماغ

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت راشدہ کے بعد میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے میرے سر کی کھوپری کو اپنے دست مبارک سے کسی تیز ہتھیار سے اتار رہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ بھی پاس ہی کھڑے ہیں اور ان کے پاس ایک بہت بڑی لوح مربع شکل کی جو آبگینہ کی بنی ہوئی ہے رکھی ہے جس پر عربی فارسی کے حروف خانہ وار لکھے ہوئے ہیں اس کی شکل جیسا کہ مجھے یاد پڑتا ہے قریبًا قریبًا اس نقشہ کے مطابق معلوم ہوتی ہے۔

ا	ب	پ	ت	ث	ج	چ
ح	خ	د	ذ	ر	ز	ژ
س	ش	ص	ض	ط	ظ	ع
غ	ف	ق	ک	گ	ل	م
ن	و	ہ	ل	لا	ء	ی

اس خواب میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ سے فرمایا
کہ اس کھوپری کو ان حروف پر رکھو تاکہ دیکھا جائے کہ یہ کس کس حرف پر منطبق
ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ نے وہ کھوپری حضرت اقدس علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ سے لے کر ان حروف پر رکھی اور اس کو حضرت کے
حضور پیش کر کے عرض کیا کہ یہ کھوپری اس جدول کے حروف ب۔ ج۔ چ
پر منطبق ہوئی ہے اس کے بعد حضور اقدس ؑ نے میرے دماغ کا حصّہ جو اس
کھوپری کے نیچے تھا شیر گرم پانی سے خوب دھویا اور بار بار غسل دیا اور پھر
اس کھوپری کو میرے سر پر منطبق کر دیا۔ اس بھید کو میں اس وقت تو نہ سمجھ
سکا مگر یہ عجیب بات تھی کہ میں اس وقت اپنی کھوپری کو خود بھی ساتھ ساتھ
دیکھ رہا تھا۔ جب میں بیدار ہوا تو میں حیران تھا کہ اس خواب کا کیا مطلب ہے
مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور عرض نہ کر سکا۔ حضرت اقدس کے وصال
کے بعد جب حضرت مولانا صاحب خلیفہ ہوئے تو ایک روز میں نے اس کے
متعلق آپ سے دریافت کیا آپ نے فرمایا حرف ب کی تعبیر تو بہت اچھی ہے
کیونکہ قرآن کریم کی ابتداء بسم اللہ کی ب سے ہوتی ہے۔ اس کے بعد آپ
خاموش ہو گئے اور میں نے مزید سوال کرنا مناسب خیال نہ کیا۔ اس کے بعد
دورِ نبوت اور دورِ خلافت اولیٰ اور خلافتِ ثانیہ کے زمانہ میں جو
سلسلہ حقہ احمدیہ کی تبلیغی خدمات کا موقعہ مجھے نصیب ہوا اور آج خدا کے
فضل سے ۱۸۹۷ء سے لے کر ۱۹۵۱ء کا سال اور مدت گذر رہی ہے میرے
خیال میں حرف ب سے دورِ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے اور حرف ج سے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے دور
کی طرف اور حرف چ سے دور حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف
نیز اس رویاء میں یہ بھی اشارہ تھا کہ خدا کے فضل و کرم سے مجھے یہ سعادت
نصیب ہو گی کہ ان ہر سہ دوروں تک زندگی نصیب ہونے کے علاوہ ان
دوروں میں خدمات سلسلہ کی بھی سعادت عطا فرمائی جائے گی چنانچہ اللہ
تعالیٰ کے فضل سے ایسا ہی ظہور میں آیا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

بشارت الٰہی

سیدنا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد ہمایوں میں ایک مرتبہ
میں قادیان مقدس میں حاضر ہوا تو منشی ظفر احمد صاحبؓ کپورتھلوی سے
ملاقات ہوئی۔ حضرت منشی صاحبؓ اُن دنوں مہمانخانہ کی بجائے سیدنا حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیت الفکر میں سویا کرتے تھے۔ ایک
رات عشاء کی نماز کے بعد مختلف مسائل کے متعلق گفتگو کرتے کرتے
آپ نے مجھے کہا کہ میں آجکل بیت الفکر میں سویا کرتا ہوں آیئے! وہاں ہی
چل کر بیٹھیں اور گفتگو کریں۔ چنانچہ میں آپ کے ساتھ ہولیا اور ہم دونوں
دیر تک بیت الفکر میں باتیں کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب دس گیارہ
بجے کا وقت ہوگیا تو آپ نے مجھے کہا آپ آج یہاں میرے پاس ہی سو رہیں
میں نے بھی مناسب سمجھا مگر آپ تو سو گئے اُدھر میرے دل پر قیامت کا ہولناک
تصوّر کچھ ایسے رنگ میں مستولی ہوا کہ میں تقریباً رات کے دو بجے جبکہ میری
حالت قوتِ ضبط سے باہر ہونے لگی آہستہ سے بیت الفکر سے باہر نکلا
اور قادیان سے مشرق کی طرف ایک بیری کے درخت کے پاس صبح کی
اذان تک روتا رہا۔ نماز کے وقت مسجد مبارک میں آیا اور حضرت مولوی
عبدالکریم صاحب کے پیچھے نماز ادا کی۔ نماز کے بعد منشی صاحب فرمانے لگے
آپ مجھے سویا ہوا چھوڑ کر خود مسجد میں تشریف لے آئے ہیں مجھے بھی جگا
لیتے تو میں بھی آپ کے ساتھ مسجد میں آجاتا۔ میں نے کہا کہ آپ آرام سے
سوئے ہوئے تھے میں نے آپ کو جگانا مناسب نہیں سمجھا۔ اس کے بعد
جب کچھ روز تک میں اسی طرح قیامت کے ہولناک تصوّر سے خوفزدہ
رہا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد
مبارک کی دوسری چھت پر بہشتی مقبرہ کی طرف منہ کئے ہوئے تشریف
فرما ہیں اور حضورؑ کے پاس ایک رجسٹر ہے جس میں جنتی لوگوں کے نام لکھے

ہوئے ہیں۔ میں حضور اقدسؑ کے پیچھے کھڑا ہوں اور خیال کرتا ہوں کہ نہ معلوم اس رجسٹر میں میرا نام بھی موجود ہے یا نہیں۔ میرا یہ خیال کرنا ہی تھا کہ حضور اقدسؑ نے اس رجسٹر کے اوراق اُلٹنے شروع کئے یہانتک کہ ایک صفحہ پر یہ لکھا ہؤا میں نے پڑھا۔

"مولوی غلام رسول راجیکی"

اور اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

عشق الٰہی اور رضا بالقضا

ایسا ہی ۱۹۰۲ء میں جبکہ میں گجرات میں چوہدری نواب خاں صاحب تحصیلدار کے پاس قیام رکھتا تھا مولوی الٰہی بخش صاحب تاجر کتب رضی اللہ عنہ مجھے کچھ عرصہ کے لئے اپنے یہاں لے آئے۔ وہاں پر ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں اور حضور اقدسؑ کے پاس ایک کاغذ ہے جس میں جماعت کے بعض مخلصین کے نام درج ہیں اور ہر ایک نام کے سامنے اس کاغذ پر اغراض و مقاصد کے خانے بنے ہوئے ہیں جو حضور اقدسؑ دوستوں سے دریافت کر کے تحریر فرماتے ہیں۔ اس اثناء میں جب حضور اقدسؑ نے وہ فہرست میرے سامنے رکھی تو میں نے بھی اس میں اپنا نام تحریر پایا اسکے بعد حضور اقدسؑ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ بتایئے میں آپ کے کس مدعا کے لئے دعا کروں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میرا مدعا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے اپنی محبت اور عشق عطا فرمائے اور رضا بالقضاء کا مرتبہ نصیب ہو۔ تب اسی وقت حضور اقدسؑ نے میرے نام کے سامنے کے خانہ میں میرا یہ مقصد درج فرما لیا اور میں بیدار ہو گیا۔ اسکے بعد حضور اقدسؑ کے وصال تک جو بھی خطوط میں حضور کی خدمت میں لکھتا ان میں عموماً انہی مقاصد کا ذکر کرتا رہا۔ ان خطوط میں سے بعض خط نظموں میں بھی تھے مگر اس وقت ان کی نقل میرے پاس موجود نہیں۔ البتہ ان نظموں میں سے بعض کے اشعار یاد ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں ؎

حبیبا، سیدا، حضرت پناہا

شہنشاہا دعا لی بارگاہا
زہے جاہ وجلالت طمطراقت
چہ عالی منزلت خلقِ الٰہا
محمدؐ را توئی احمدؑ یگانہ
بحمدا ے مظہرِ یٰسین و طٰہٰ
نگاہِ لطفِ تو خواہم ابجد لطف
کہ ہستم مبتلا در صد بلاہا

ایک خط کے ابتدائی شعر یہ ہیں ؎

کن نظر برحالِ زارم یا حبیبی ، سیدی
زانکہ من در اضطرارم یا حبیبی ، سیدی
بارہا توبہ شکستم بارہا تائب شدم
ایں چنیں است حالِ زارم یا حبیبی سیدی
تو دعا کن تا خدا بخشد مرا پائے ثبات
ہم مرا ضبط و قرارم یا حبیبی سیدی

یہ نظمیں لمبی لمبی تھیں مگر عرصہ دراز گذرنے کی وجہ سے اب بھول چکی ہیں - ایسا ہی حضور کی بارگاہِ اقدس میں مجھے عربی قصائد سنانے کا بھی بارہا موقعہ ملتا رہا۔

محمدؐیین احمدؑیین

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانۂ حیات میں ایک مرتبہ خاکسار قادیان مقدس ہی قیام رکھتا تھا کہ مسجد مبارک میں مجھے یہ الہام ہوا۔

"محمدؐیین احمدؑیین"

جس کی تفہیم یہ ہوئی کہ آج دراصل محمدی وہی شخص ہے جو احمدی ہے کیونکہ قرآن مجید کی رو سے محمدیین سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ اولیٰ کی جماعت ہے جو ثُلّۃٌ من الاوّلین ہے اور احمدیین سے مراد بعثتِ ثانیہ کی جماعت ہے جو ثُلّۃٌ

من الآخرین ہے۔

میری نسبت ایک الہام

اسی طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ حیات میں جب میں ایکدفعہ قادیان میں مقیم تھا تو مسجد مبارک میں صبح کی نماز کی سنتوں کے بعد مجھے یہ الہام ہوا۔
الحمد للّٰہ جعلنی من امۃ نبیہ خاتم النبیین والصلوٰۃ علی خاتم النبیین وآلہ المتطھرین۔
حسن اتفاق ہے کہ جس دن مجھے یہ الہام ہوا اسی صبح حضرت اقدس علیہ السلام نے نماز فجر کے بعد اپنے کئی الہامات سنائے جو اسی رات ہوئے تھے ان میں سے ایک الہام

"مجموعہ فتوحات"

بھی تھا۔
ایسا ہی ایک دن چاشت کے وقت حضور اقدس علیہ السلام مسجد مبارک میں باہر کے دروازہ کے قریب کچھ فاصلہ پر تشریف فرما ہوئے اور احباب کرام بھی فوراً جمع ہو گئے تو اس وقت حضور اقدس نے اپنا یہ الہام سنایا
لک درجۃ فی السماء و فی الذین ھم یبصرون
ایسا ہی حضور اقدس علیہ السلام فداہ نفسی جب کتاب اعجاز مسیح تصنیف فرما رہے تھے اور ستر دنوں تک عموماً نماز ظہر و عصر اور شام و عشاء جمع ہوتی رہیں ان دنوں یہ خاکسار بھی بارگاہ عالی میں ہی حاضر تھا چنانچہ ایک دن جب حضور اقدس صبح کی سیر کے لئے تشریف لے گئے اور چلتے چلتے اپنی یہ وحی مقدس سنائی کہ
منعہٗ مانع من السماء" اس وقت بھی میں حضور کے ہمراہ تھا وہ دن منگل کا روز تھا اور آپ نے فرمایا آج رات کو یہ الہام ہوا۔ بفضلہ تعالےٰ میں نے بھی اپنے کانوں سے اس وحی مقدس کو سنا۔ الحمد للّٰہ الذی شرفنی بلقاء النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

قادیان میں رسول کریمؐ

انہی دنوں جبکہ میں قادیان مقدس میں تھا ایک رات خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ قادیان میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں نے اسے کہا تو پھر ہمارے امام مسیح موعود کہاں ہیں۔ اُس نے جواب دیا کہ وہ عرب کی طرف چلے گئے ہیں۔ میں نے پھر اُس شخص سے دریافت کیا کہ رسول کریمؐ کہاں ہیں تو وہ شخص جو دراصل فرشتہ تھا مجھے اپنے ساتھ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اولؓ کے مطب میں لے آیا۔ جہاں میں نے دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر تشریف فرما تھے اور آپ کی شکل حضرت خلیفہ اول مولینا نورالدین صاحبؓ سے ملتی تھی۔ اس وقت حضور انور کے پاس ایک صحابی بھی بیٹھے ہوئے تھے جو اس وقت حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے ہم شکل معلوم ہوتے تھے۔ خاکسار نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بجذبۂ اشتیاق "یا رسول اللہ یا رسول اللہ" کا نعرہ لگاتے ہوئے حضورؐ کے قریب بیٹھ گیا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر اس صحابی نے ایک کاغذ پر کچھ لکھ کر مجھے دیا جب میں نے وہ کاغذ لے کر پڑھا تو اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ لکھا ہوا تھا کہ آپ درود پڑھا کریں"۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ردیا میں یہ فرماتے سُنا کہ درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہیئے"۔

خوش نصیب

ایسا ہی حضور اقدس علیہ السلام کے مبارک زمانہ میں ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خاکسار تینوں کھڑے ہیں اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے مبارک مشرق

کی طرف ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا رخ مبارک مغرب کی جانب ہے اور خاکسار دونوں مقدس ہستیوں سے شمال کی طرف جنوب کی سمت کو منہ کئے ہوئے کھڑا ہے اور اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہوکر بڑی مسرت سے کہہ رہا ہے:۔

ہم کسقدر خوش نصیب اور بلند بخت ہیں کہ ہم نے حضرت محمد رسول اللہ کو بھی پایا اور حضرت امام مہدی کو بھی پالیا اس کے بعد جونہی میں نے ان مقدس ہستیوں کے چہرہ کی طرف دیکھا تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے مبارک سورج کی طرح درخشاں ہے اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا چہرہ چودس کے چاند کی طرح تاباں ہے اور حضرت نبی کریمؐ کے روئے مبارک کے عکس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چہرہ روشن ہو رہا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

دعوتِ طعام

جب میں اور مولوی امام الدین صاحب رضؓ پہلی مرتبہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دستی بیعت کرنے کے لئے قادیان حاضر ہوئے تو ان دنوں حضور اقدس علیہ السلام اپنے خدام کے ساتھ ہی کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ کے فضل سے ہمیں بھی حضور اقدس علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھانے کا شرف حاصل ہوا۔ جب ہم حضور اقدس کی معیت میں کھانا کھا چکے تو مولوی امام الدین صاحبؓ نے حضور اقدس علیہ السلام کی اجازت سے آپ کا پس خوردہ سنبھال لیا۔ ان دنوں چونکہ مولوی صاحب کا بڑا لڑکا بیمار تھا اس لئے آپ اس حدیث کے مطابق کہ سُؤر المومن شفاء یعنی مومن کا پس خوردہ شفا ہے وہ تبرک اپنے ساتھ موضع گولیکی لے گئے۔ راستہ میں کچھ تو یہ تبرک میں نے کھالیا اور جو باقی بچا وہ آپ کے لڑکے کو کھلا دیا گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

دو آنہ کے پتاشے

ایک مرتبہ میں قادیان میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا۔ اتفاق سے اس وقت میرے پاس کافی رقم نہ تھی کہ خدمت عالیہ میں مناسب نذرانہ پیش کرتا۔ اس لئے جذبۂ محبت وعقیدت سے دو آنہ کے پتاشے ہی لے کر حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور نماز عصر کے بعد پیش کر دیئے۔ حضور اقدس علیہ السلام نے بڑی مسرت سے انہیں قبول فرمایا اور ایک خادم کے ذریعہ اندرون خانہ بھجوا دیئے۔

دمِ عیسیٰ

جن دنوں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام باغ میں تشریف فرما تھے میں ایک دن حضور کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا اور اپنے کرتہ کے بٹن کھول کر عرض کیا کہ حضور میرے سینہ پر پھونک ماریں اور دست مبارک بھی پھیریں چنانچہ حضور اقدس علیہ السلام نے اس غلام حقیر کی اس خواہش کو شرف قبولیت بخشا اور میرے سینہ پر پھونک مارا اور اپنا دستِ مبارک بھی پھیرا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

آبِ حیات

ایسا ہی ایک دن میں ایک گلاس میں پانی لے کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور اس پانی پر دم فرما دیں اور تبرک کر دیں۔ چنانچہ اسی وقت حضور اقدس علیہ السلام نے اس پانی پر دم فرمایا اور کچھ نوش فرما کے مجھے تبرک کر کے دیدیا۔ اس آبِ حیات کو میں پی رہا تھا کہ ایک اور صحابی جذبۂ شوق

کی نزادانی کی وجہ سے مجھ پر جھپٹ پڑے - جس سے کچھ تو وہ پانی چھینا جھپٹی میں ضائع ہوگیا اور باقی انہوں نے پی لیا -

خواہ کوئی بھی ہو آپ میرے پاس آکر بیٹھ جایا کریں

ایک مرتبہ میں اپنے گاؤں سے قادیان مقدس حاضر ہوا مگر دو تین دن تک حضور اقدس کی ملاقات کا شرف حاصل نہ ہو سکا - کیونکہ جب بھی حضور اقدس علیہ السلام مسجد میں تشریف لاتے تو حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ اور مولانا عبدالکریم صاحب اور ایسے ہی دوسرے بلند پایہ بزرگ آپ کے پاس بیٹھ جاتے - میری عمر چونکہ ان دنوں چھوٹی تھی اور طبیعت بھی زیادہ شرمیلی تھی اس لئے میں ان بزرگوں کی وجہ سے کچھ حجاب کرتا رہا - آخر میں نے حضور اقدس علیہ السلام کی خدمت میں ایک رقعہ لکھا جس میں اس کیفیت کو بیان کر دیا - اتفاق کی بات ہے کہ اس کے بعد جب میں مسجد مبارک میں آیا تو حضور اقدس اس وقت اندرون خانہ سے تشریف لا رہے تھے - حضور عالی نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا

کیوں جی آپ اتنے دنوں سے آئے ہوئے ہیں اور ابھی تک ملے نہیں -
میں نے وہی بات جو خط میں عرض کی تھی دُہرا دی - حضور اقدس فداہٗ نفسی نے فرمایا

" خواہ کوئی بھی ہو آپ میرے پاس آکر بیٹھ جایا کریں "

حضور اقدس علیہ السلام نے جب مجھے یہ ارشاد فرمایا تو اس وقت بھی مسجد میں حضرت مولانا نورالدین صاحب اور مولانا عبدالکریم صاحب اور بعض دیگر بزرگ موجود تھے - چنانچہ انہوں نے بھی اس ارشاد گرامی کو سُنا - اس کے بعد مجھے جرأت ہوگئی اور میں عموماً جب حضور اقدس علیہ السلام شاہ نشین پر جلوہ فرما ہوتے تو حضور اقدس کے پاس بیٹھ جاتا اور حضور کے جسم کو دبانے لگ جاتا - الحمد للہ علیٰ ذالک -

سچی توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

جن ایام میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اعجاز مسیح تصنیف فرما رہے تھے خاکسار بھی حضور اقدس کی خدمت میں قادیان حاضر تھا۔ ایک دن شام کی نماز کے بعد حکیم احمد دین صاحب رض ساکن سیّو کی تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ حضور کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور بیعت سے مشرف ہونے کے بعد زار و قطار رو پڑے اور عرض کیا کہ حضرت! میری عمر اب ستر سال کی ہو گئی ہے جو ساری کی ساری گناہوں اور غفلت میں گذری ہے کیا میرے لئے بھی کوئی بخشش کی صورت ہو جائے گی؟ حضور اقدس نے از راہ شفقت فرمایا۔ جو شخص سچے دل سے میرے ہاتھ پر پچھلے گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے خواہ وہ کیسے بھی ہوں خدا تعالیٰ انہیں بخش دیتا ہے۔ حکیم صاحب نے پھر عرض کیا کہ حضور میرے گناہ تو بہت بڑے ہیں کیا ان کو بھی خدا تعالیٰ بخشدے گا۔ حضور اقدس نے دوبارہ فرمایا ہاں سچے دل سے توبہ کرنے سے بڑے بڑے گناہ بھی خدا تعالےٰ بخش دیتا ہے۔ حکیم صاحب نے تیسری مرتبہ پھر روتے ہوئے عرض کیا حضرت! میرے گناہ تو پہاڑوں اور آسمانوں سے بھی بڑے ہیں۔ حضور اقدس علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالےٰ کی مغفرت ان سے بھی بڑھ کر ہے۔

ربنا اغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاٰتنا

اچھّی نیّت کا پھَل

حافظ امام الدین صاحب رضی اللہ عنہ ساکن قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ جو عرصہ تک گوجرانوالہ شہر میں ہی قیام پذیر رہے۔ پہلے حنفی تھے۔ پھر وہابی ہوئے اور وہابی ہونے کے بعد چکڑالوی یعنی اہل قرآن فرقہ میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد جب انہیں احمدی احباب سے گفتگو کرنے کا موقعہ ملا اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ

السلام کی صداقت کے متعلق یقین ہو گیا تو حضور اقدس علیہ السلام کی بیعت کرنے کے لئے قادیان آئے۔ ان دنوں میں بھی قادیان میں ہی تھا۔ چنانچہ حافظ صاحب نے حضور اقدس کی بیعت کی اور بعد میں حضور علیہ السلام کی اجازت سے اپنی تمام سرگذشت جو تبدیلی مذہب کی تھی سنا کر عرض کیا کہ حضور کیا میری وہ نمازیں جو میں نے اہلِ قرآن ہونے کی حالت میں مولوی عبداللہ چکڑالوی کے پیچھے ادا کی ہیں ضائع ہو چکی ہیں یا ان کی قبولیت کی کوئی صورت باقی ہے۔ حضور اقدس علیہ السلام نے فرمایا حافظ صاحب! ہماری بیعت سے ان نمازوں کی قبولیت کا سرٹیفکیٹ آپ کو مل گیا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اخلاص کے ساتھ ان نمازوں کے ادا کرنے کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیعت کی توفیق بخشی ہے۔ اب جو کچھ پہلے کمی یا غلطی رہ گئی تھی وہ ہماری تعلیم پر عمل کرنے سے دور ہو جائیگی۔ اور بیعت کرنے والوں کی بیعت سے پہلے کوئی عمل جو محض اللہ تعالیٰ کی رضاء کے حصول کے لئے کیا گیا ہو اس روایت کے رو سے اللہ تعالیٰ سچے مذہب و ملت کو قبول کرنے کی بھی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ جیسا کہ حدیث اسلمت بما اسلفت انہی معنوں میں مذکور ہوئی۔

طریق اصلاح

ایک دن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جس طرح ہم اللہ تعالیٰ کے رسول کی حیثیت سے لوگوں تک اس کا پیغام پہنچاتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی کبھی ہمارا رسول بن کر خواب میں ہماری شکل کے ذریعہ لوگوں کو نیکی اور اصلاح کی تحریک فرما دیتا ہے۔ چنانچہ اس ارشاد گرامی کے مطابق کئی دفعہ اللہ تعالےٰ نے خواب میں سیدنا حضرت اقدس مسیح علیہ السلام کے ذریعہ میری اصلاح و تزکیہ فرمایا ہے۔

وہ کون ہے جو خدا تعالیٰ کے سوا تمہارے دل میں ہے

ایک دفعہ میں اپنے علاقہ میں تبلیغ کے لئے گیا تو ایک گاؤں میں ایک نوجوان لڑکی

مجھے کہنے لگی کہ کیا آپ کی شادی ہو چکی ہے۔ میں نے کہا ابھی تو نہیں ہوئی۔ کہنے لگی اگر کوئی میرے جیسی عورت آپ سے شادی کرنا چاہے تو کیا آپ پسند کریں گے۔ میں نے کہا میں تو احمدی ہوں۔ وہ کہنے لگی تو مجھے بھی احمدی ہی سمجھ لیجئے۔ میں نے کہا احمدیت شادی اور نکاح سے تو منع نہیں کرتی لیکن شریعت کی مقرر کردہ شرائط کے خلاف اگر اس طرح کا اقدام کیا جائے تو ممنوع ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نکاح ولی کے بغیر نہیں ہو سکتا اس پر وہ لڑکی زار و قطار رو کر کہنے لگی کہ آپ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے رشتہ داروں کو شادی کے لئے رضامند کر دے۔ اسکے بعد میں اس گاؤں سے واپس آ کر اپنے چچازاد بھائی میاں غلام حیدر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ قادیان مقدس چلا آیا۔ راستہ میں ہم ایک دو دن کے لئے لاہور میں بھی ٹھیرے اور میاں صاحب کی خواہش پر میاں وڈے کی درگاہ جو لاہور سے ایک دو میل کے فاصلے پر بڑی مشہور جگہ تھی دیکھنے کے لئے گئے۔ اس وقت یہاں کے سجّادہ نشین سائیں محمد الدین تھے انہوں نے اپنی زندگی میں ہی اپنی قبر کھدوا رکھی تھی جب ہم اس قبر پر آئے تو اس کے ارد گرد بڑے بڑے جلی خط کے قرآن مجید اور قصیدہ بردہ جو سید وارث شاہ صاحب پنجابی کے مشہور شاعر کا ترجمہ کیا ہوا تھا رکھا ہوا پایا۔ اس قصیدہ کے جب مندرجہ ذیل ابتدائی دو شعر میں نے پڑھے کہ ؎

أَمِنْ تَذَكُّرِ جِيرَانٍ بِذِي سَلَمِ مَزَجْتَ دَمْعًا جَرَىٰ مِنْ مُقْلَةٍ بِدَمِ
فَمَا لِعَيْنَيْكَ إِنْ قُلْتَ اكْفُفَا هَمَتَا وَمَا لِقَلْبِكَ إِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ يَهِمِ

ترجمہ:۔

جاں چیت آون میرے تائیں ساتھی ذی سلم دے
نین میرے بھر ہنجوں رودن مارے درد الم دے
اکھیں نوں میں منع کراں نہ رو و ڈھائیں ڈھائیں
دل نوں صبر قرار دیاں پر دووں سمجھن ناہیں

تو اس وقت اس لڑکی کی شکل میرے سامنے آئی جو بحالت اشکبار میرے سامنے کھڑی تھی اس حالت نے مجھ پر اس وقت ایسا اثر کیا کہ مجھے بھی اس کی محبت محسوس ہونے لگ گئی اور میں نے اس کے لئے دعا کا سلسلہ جاری کر دیا۔ جب ہم دونوں بھائی

قادیان پہنچے اور مجھے اکثر اس لڑکی کا خیال دامنگیر رہا تو ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں اور مجھے مخاطب کرکے فرماتے ہیں

"وہ کون ہے جو خدا تعالیٰ کے سوا تمہارے دل میں ہے"۔

حضور علیہ السلام کا یہ فرمانا تھا کہ وہ لڑکی میرے سامنے آئی اور اس کی شکل اتنی مکروہ دکھائی دی کہ میری طبیعت کراہت اور نفرت سے بھر گئی اور میرا دل اس وقت غیراللہ کی باطل محبت سے بالکل پاک و صاف ہو گیا۔

نماز عشاء کی ادائیگی

ایک دفعہ مغرب کی نماز کے بعد میں ایک مجلس میں احمدیت کی تبلیغ کرتا رہا اور یہ سلسلہ کچھ اتنا لمبا ہوا کہ رات کے بارہ بج گئے۔ سامعین نے کہا کہ آپ کی باتیں تو بڑی دلچسپ اور معلومات سے پُر ہیں۔ مگر رات چونکہ زیادہ گذر چکی ہے اس لئے اگر مناسب ہو تو بقیہ مضمون کسی دوسری مجلس میں بیان فرمایا جائے۔ میں نے بھی اُن کی تائید کی اور سلسلہ تقریر موقوف کر دیا مگر اس کے بعد مجھ پر نیند نے کچھ ایسا غلبہ کیا کہ میں عشاء کی نماز پڑھے بغیر ہی سو گیا۔ سوتے ہی میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں "آپ نے تبلیغ تو خوب کی ہے اور یہ بات باعث مسرت ہے لیکن نماز عشاء کو سونے سے پہلے ادا کرنا چاہئیے" چنانچہ میں نے فوراً اُٹھ کر نماز ادا کی۔

تزکیہ نفس اور ظاہری اصلاح

جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے حضرت اقدس علیہ السلام کی بیعت راشدہ سے قبل میں پندرہ سولہ سال کی عمر میں اکثر روحانی ریاضتیں بجا لایا کرتا تھا۔ ان ریاضتوں میں صوم الوصال کے روزوں کے علاوہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی

کی کتاب الذکر الجمیل کے مطابق لا الٰہ الا اللہ کا ذکر جو نفی اثبات کے معنوں میں عام شہرت رکھتا ہے اور یک ضربی، دو ضربی اور سہ ضربی کہلاتا ہے وہ بھی کرتا اور علاوہ ازیں سورہ یٰسین۔ درود مستغاث، درود وصال، درود کبریت احمر۔ اور درود اکبر بھی التزام سے پڑھا کرتا تھا۔ حضور علیہ السلام کی بیعت راشدہ کے بعد بھی حسب معمول میں نے ان وظائف کو جاری رکھا اور رمزید برآں نقش بندی طریق پر فنافی الشیخ کی منزل طے کرنے کے لئے میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا تصوّر بھی جمانا شروع کر دیا۔ جب حضرت اقدس کا تصوّر جماتے ہوئے دس دن گذر گئے تو اچانک میرے دل میں یہ خیال ڈالا گیا کہ میں نے یہ وظائف اور حضورؑ کا تصور جو از خود شروع کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ حضور اقدسؑ کے منشاء کے خلاف ہو اس لئے بذریعہ خط حضورؑ سے دریافت کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ میں نے اسی وقت ایک خط حضورؑ کو لکھا جس میں ان وظائف اور تصور کے متعلق استفسار کیا اس خط کے جواب میں حضور اقدس کی طرف سے مندرجہ ذیل جوابات موصول ہوئے۔

اول۔ تصورِ مخلوق سے بجز شرک کے اور کوئی نتیجہ نہیں۔

دوئم۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے اللہ کا اسم ہی کافی ہے۔

سوئم۔ درود وہ پڑھنا چاہیئے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مہر ہو اور سب سے بہتر وہ درود ہے جو اپنی فضیلت کی وجہ سے نماز میں شامل ہے۔

حضور علیہ السلام کا یہ مکتوب گرامی جب مجھے موصول ہوا تو اسکے بعد میں نے ان وظائف اور اعمال اور حضور عالی کے تصور کو ترک کر دیا اور اس خط کی برکت سے میرے قویٰ و حواس اور دل و دماغ پر اللہ تعالیٰ کی عظمت کا وہ نقش بیٹھا کہ اب میں جس حال میں بھی ہوں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں رہتا۔ اور حضور اقدس کے اس ارشاد سے کہ "تصورِ مخلوق سے بجز شرک اور کوئی نتیجہ نہیں" میرے دل میں حضور اقدس علیہ السلام کی عظمت اور بھی زیادہ بڑھ گئی میرے پڑھنے کے بعد یہ خط مجھ سے مولوی امام الدین صاحبؓ نے لیا تھا۔

اور پھر انہی کے پاس رہا۔ غالباً اس خط کے مضمون کا ذکر مولوی صاحب کے لڑکے قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل نے بھی اپنے کسی مضمون میں کیا تھا۔

یا بدّوح دوزخی ہے

ہمارے خاندان کے اکثر بزرگ چونکہ پشتہا پشت سے مرجع خاص و عام بنے ہوئے تھے اور لوگ دور دور سے آکر ان سے دعائیں اور تعویذات کرایا کرتے تھے۔ اس لئے میں نے بھی بچپن ہی سے تعویذات لکھنے شروع کر دیئے تھے۔ ان تعویذات میں سے کئی ایسے تعویذات بھی تھے۔ جن میں "بحق یا بدّوح" کا اسم لکھا جاتا تھا۔ احمدی ہونے کے بعد ایک مرتبہ اس اسم کے متعلق گفتگو ہوئی کہ آیا یہ اسماء الٰہی سے ہے یا نہیں۔ اور پھر میں نے اس کا تعویذ بھی لکھ کر کسی کو دیا۔ تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے خواب میں ملے اور فرمایا۔ "یا بدّوح دوزخی ہے"۔ جس کا مطلب میری سمجھ میں یہ آیا کہ یہ بدعت ہے۔ اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

كل بدعة ضلالة وكل ضلالة فى النار

یا بدوح بھی دوزخی ہے۔ چنانچہ اس خواب کے بعد میں نے یہ اسم لکھنا بالکل چھوڑ دیا۔

سانپوں سے بچنے کا علاج

ایک دفعہ میں قادیان مقدس ہی میں تھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں افریقہ کے ایک احمدی دوست کا خط موصول ہوا جس میں انہوں نے حضور اقدس کی خدمت عالیہ میں لکھا تھا کہ حضور اس علاقہ میں سانپ بہت زیادہ ہیں کیا کیا جائے۔ حضور اقدس علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا کہ آخری تین قل پڑھ کر رات کے وقت جسم

پر پھونک لئے جائیں۔

فیضِ روحانی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں ایک دفعہ میں اپنے گاؤں کی مسجد میں رمضان شریف کا سارا مہینہ اعتکاف بیٹھا اور ایک عربی قصیدہ لکھا جس کے تین سو ساٹھ اشعار تھے۔ اس اعتکاف میں خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ فضل فرمایا کہ جب میری آنکھ لگتی تو حضور اقدس ؑ کی زیارت ہو جاتی اور ایسا اوقات حضور اقدس علیہ السلام کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھانے کی سعادت بھی نصیب ہوتی۔ اسی دوران میں میں نے خواب میں یہ بھی دیکھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے گاؤں میں تشریف لائے ہیں اور ایک مجمع میں جلوہ افروز ہیں۔ اس وقت مجھے خیال آیا کہ حضور اقدس کو کوئی قصیدہ سنایا جائے۔ پھر میں نے سوچا کہ اس وقت کونسا قصیدہ سنایا جائے تو اُسی وقت آسمان سے یہ گونجتی ہوئی آواز آئی کہ وہ قصیدہ سنایا جائے جس کا مطلع یہ ہے

قلبی یُرُوم بجیشہٖ مسترشدا
اَنْ اَحْمَدَ اللّٰہ الحمید المرشدا

چنانچہ میں نے اسی وقت رویا میں یہ قصیدہ حضور انور علیہ السلام کی خدمت میں سنایا اور یہی وہ قصیدہ تھا جو میں نے اعتکاف میں لکھا تھا۔ اس کے دو اشعار یہ بھی ہیں ؎

وَھُوَ الَّذِی فِی ذَاتِہٖ وصفاتہٖ
فردٌ ولیسَ کمثلہٖ شیٔ بدا
یُغْنِی الْقُلُوْبَ بکمالُ حسنِ بَیانہٖ
سُبْحَانَ مَنْ اَوْحٰی وَاَنْطَقَ اَحْمَدَا

اور اللہ ہی وہ ہستی ہے جو اپنی ذات اور صفات میں یگانہ ہے اور

اس جیسی کوئی چیز منصۂ شہود پر نہیں آئی۔

اس کے حسن بیان کا کمال دل کو موہ لیتا ہے وہی پاک ذات ہے جس نے حضرت احمد علیہ السلام کی طرف وحی کی اور ہمکلامی کا شرف بخشا۔

اس کے بعد جب میں قادیان گیا تو اس زمانہ میں حضور اقدس علیہ السلام باغ میں قیام فرما تھے۔ چنانچہ میں نے ایک روز تقریباً صبح کے نو دس بجے یہ قصیدہ حضور کی بارگاہِ عالی میں پڑھ کر سنایا جسے سُن کر حضور نے فرمایا "یہ قصیدہ کوئی دو سو شعر کا ہوگا"۔ میں نے عرض کیا حضور تین سو ساٹھ اشعار کا ہے۔ اسوقت اس مجلس میں حضرت مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اولؓ اور مولانا عبدالکریم صاحب بھی تشریف رکھتے تھے۔

ایک تقریب پر جب میں نے یہ واقعہ حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ کو سنایا تو انھوں نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس کو یہ قصیدہ بہت پسند آیا ہوگا جس کی وجہ سے آپ نے تین سو ساٹھ اشعار کو دو سو کے قریب خیال فرمایا۔

علاوہ ازیں میں نے ایک تائیہ قصیدہ جس کے تقریباً ایک سو تنتیس ۱۳۳ اشعار تھے وہ بھی مسجد مبارک میں حضور کی بارگاہ نبوت میں سنایا جس کے ایک شعر کو حضور اقدس نے بہت ہی پسند فرمایا اور دوبارہ پڑھنے کی فرمائش کی وہ شعر یہ تھا ؎

أَتُؤَيِّدُوْنَ بِحُمْقِكُمْ دَجَّالَكُمْ
بِحَيَاتِ عِيْسٰى سَيِّدِ الْأَمْوَاتِ

افسوس ہے کہ یہ ہر دو قصائد اور حضرت اقدس علیہ السلام کے تبرکات میں سے ایک ریشمی رومال اور جائے نماز اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مُوئے مبارک ایک دفعہ لاہور میں مجھ سے مولوی محمد کنجی صاحب نالا باری نے بڑی گریہ وزاری کرتے ہوئے لے لئے۔ مولوی محمد کنجی صاحب جن کے اخلاص کی اس وقت یہ حالت تھی کہ وہ مجھ سے ان تبرکات اور قصائد کو حاصل کرنیکے لئے زار وقطار روتے تھے اور حضرت مسیح موعود کا واسطہ دیتے تھے۔

بعد میں مرتد ہو گئے اور یہ سب قیمتی متاع ضائع ہو گئی۔ ایک مرتبہ میں نے ان تبرکات کی واپسی کی کوشش بھی کی مگر وہ بے سود ثابت ہوئی۔

مواہب الرحمٰن

ایک دفعہ خاکسار نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ عالیہ میں جبکہ حضور اقدس علیہ السلام شام کی نماز کے بعد مسجد مبارک میں تشریف فرما تھے ایک بائیہ قصیدہ سنایا جس کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں ؎

حامداً للحمید ذی العجب
خالق الخلق اول السبب
کل شیئ بعلمہٖ معلوم
قدرۃ الحق اعجب العجب
واحدٌ لا اِلٰہَ الّا ھُو
مرسل الرسل منزل الکتب

اس قصیدہ کے سنانے کے بعد دوسرے دن صبح نو دس بجے کے قریب حضور اقدس ؑ نے مجھے یاد فرمایا مگر میں اس وقت کہیں اِدھر اُدھر بازار میں گیا ہوا تھا اس لئے حاضر نہ ہو سکا غالباً تیسری مرتبہ جب حضور اقدس علیہ السلام نے حضرت سیدنا المحمود ایدہ اللہ الودود کو میرے بلانے کے لئے بھیجا تو آپ مجھے آتے ہوئے مسجد مبارک کی اندرونی سیڑھیوں میں مل گئے اور میں حضور کا پیغام سنتے ہی حاضر خدمت ہو گیا۔ حضور اقدس ؑ اس وقت دروازے میں کھڑے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی فرمایا کیا آپ کے پاس میری کتاب مواہب الرحمٰن ہے۔ میں نے عرض کیا حضور نہیں۔ چنانچہ حضور نے اسی وقت مجھے اپنی یہ تصنیف منیف عطا فرمائی اور اس کے بعد مجھ سے دریافت فرمایا کیا آپ کے پاس اعجاز احمدی ہے میں نے عرض کیا حضور نہیں چنانچہ وہ بھی مجھے حضور اقدس نے عطا فرمائی۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ کیا آپ کے پاس نسیم دعوت ہے۔ میں نے عرض کیا حضور نہیں چنانچہ یہ کتاب بھی حضور نے اسی وقت مرحمت فرمائی اور ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

یہ کتابیں میں نے اپنے لئے جلد کروائی تھیں مگر اب آپ انہیں اپنے پاس رکھیں اور مطالعہ کریں۔ اور جو میری دوسری شائع شدہ کتابیں ہیں ان کے متعلق بھی میں ابھی کہہ دیتا ہوں وہ بھی آپ کو مل جائیں گی۔ چنانچہ وہ کتابیں بھی مجھے حضور اقدسؑ کے ارشاد پر حکیم مولوی فضل الدین صاحب بھیروی سے مل گئیں الحمد للہ علیٰ ذالک

اس واقعہ میں خصوصیت سے حضور اقدس علیہ السلام کا مجھے بلا کر مواہب الرحمٰن، اعجاز احمدی اور نسیم دعوت مرحمت فرمانا اور یہ ارشاد فرمانا کہ یہ کتابیں میں نے اپنے لئے جلد کروائی تھیں مگر آپ کو دیتا ہوں۔ درحقیقت اس طرف اشارہ تھا کہ حضور کے فیضان اقدس سے مجھے تین خصوصیات میسر ہوں گی ایک تو خدا تعالےٰ کے روحانی فیوض اور دوسرے تبلیغ احمدیت میں اعجازی برکتیں اور دوسرے قبولیت دعوات کا نشان۔ چنانچہ خدا کے فضل سے ان ہر سہ نشانات کو میں نے آجتک اپنی زندگی کے لئے مابہ الامتیاز پایا ہے۔ میں تقریباً سولہ سترہ سال کی عمر میں احمدی ہؤا تھا اور آج خدا کے فضل سے میری عمر چھہتر سال کے قریب پہنچ چکی ہے اور اس دوران میں مجھے سارے ہندوستان میں ہزاروں مناظروں اور لیکچروں کی توفیق ملی ہے اور باوجود ادھوری اور ناقص تعلیم کے اللہ تعالےٰ نے میرے ذریعہ مسیح پاک کی برکت سے وہ نشانات ظاہر فرمائے ہیں کہ دشمن سے دشمن بھی ان کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ میری اس روحانی توجیہہ کی یہ بات بھی تائید کرتی ہے کہ جب حضور اقدس نے اپنی دوسری کتابوں کے لئے مجھے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ میں ابھی کہہ دیتا ہوں آپ کو دوسری کتابیں بھی مل جائیں گی تو لامحالہ میرے لئے ان ہر سہ کتب کا انتظام بھی حضور اقدسؑ اپنے کسی خادم کے ذریعہ فرما سکتے تھے۔ مگر حضور نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ خصوصیت سے حضور اقدس نے بنفس نفیس مجھے یہ ہر سہ کتب جو حضور کی ذاتی ملکیت تھیں مرحمت فرمائیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مدرسہ احمدیہ میں

مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی جو بعد میں پیغامیوں میں شامل ہو گئے تھے بھی اس رات جب میں نے بارگاہ نبوت میں یہ قصیدہ سنایا مجلس میں موجود تھے۔ انہیں

کسی وجہ سے قریباً دو ماہ کی رخصتوں پر مدرسہ احمدیہ سے جانا پڑا تو اُنہوں نے اپنی جگہ استاد کے لئے میری سفارش کی چنانچہ میں ان کی جگہ قائمقام معلم لگا لیا گیا اور اس طرح حضور اقدس علیہ السلام کے زمانہ میں مجھے بھی مدرسہ احمدیہ میں پڑھانے کی سعادت نصیب ہو گئی۔ اس زمانہ کے طلباء میں سے جو مجھ سے تعلیم حاصل کیا کرتے تھے ایک حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حافظ صاحب ان دنوں مجھ سے حدیث کی کتاب صحیح مسلم اور نحو کی ایک مصری کتاب دروس النحویہ حصّہ سوئم پڑھا کرتے تھے۔

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میری پہلی ملاقات کے دنوں کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ مفتی محمد صادق صاحب بھیروی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک انگریزی اخبار ترجمہ کر کے سنا رہے تھے۔ اس میں حضرت مریم کے متعلق کوئی ایسا لطیفہ لکھا ہوا تھا جسے سُن کر حضور علیہ السلام بہت ہنسے۔ میں نے اس وقت بچپن کی بے سمجھی کی وجہ سے اور غلط تصوّف کے ضلالت آلودہ ماحول کی بناء پر خیال کیا کہ اتنی ہنسی شاید مقدس منصب کے منافی ہو۔ رات میں جب اسی فکر میں سویا تو مجھے الہام ہوا

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا

چنانچہ صبح اُٹھتے ہی میں نے اس الہام کی تعبیر بعض بزرگوں سے دریافت کی مگر کوئی تشفی نہ ہوئی آخر دعا کی تو اللہ تعالےٰ نے دوبارہ راہ نمائی فرمائی کہ یہ اس خلش کا جواب ہے جو تیرے دل میں حضور علیہ السلام کے تبسّم کے متعلق پیدا ہوئی تھی۔ کیا تو نے قرآن مجید میں سلیمان نبی کے متعلق فتبسّم ضاحکًا نہیں پڑھا جب سلیمان نبی بھی تبسم اور ضحک فرما سکتے ہیں اور ان کے تبسّم اور ضحک فرمانے کے باوجود نہیں نبی ہی تسلیم کیا جاتا ہے تو یہ امر شان نبوت کے منافی کس طرح ہوا۔ اس پر میں سمجھ گیا کہ اس الہامی فقرہ سے مجھے ایک نئے علم اور نئی معرفت سے نوازا گیا ہے جس سے میں بالکل بے خبر تھا۔

الہامی دُعا

حضرت اقدس علیہ السلام کے حین حیات میں ایک مرتبہ مجھے اللہ تعالےٰ نے الہاماً ایک دعا سکھائی جس کے مندرجہ ذیل پانچ فقرات ہیں۔

اول۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ كَمَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ

دوئم۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ كَمَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ۔

سوئم۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ كَمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى

چہارم۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ كَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

پنجم۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ كَمَنْ اَتَاكَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ آمین یارب العٰلمین۔

دیگر الہامی دُعائیں

مذکورہ بالا دعوات کے علاوہ اللہ تعالےٰ نے اور بھی کئی دعائیں مجھے الہاماً اور اشارات قدس سے تعلیم فرمائی ہیں جن میں سے بعض قرآن پاک کے الفاظ سے مقتبس ہیں اور بعض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماثورات مبارکہ ہیں اور بعض ان کے علاوہ ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ ان میں سے بعض ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔

اول۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ من الذین آمنوا وَهُمْ اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ۔

دوئم۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ من الذینَ آمنوا وَهُمْ اَشَدُّ خَشْيَةً لِلّٰهِ

سوئم۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الذینَ آمنوا وَهُمْ اَشَدُّ

ذِكراً لِلّٰهِ ۔

چہارم۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ الَّذِیْنَ آمَنُوا وَھُمْ رَضُوا عَنْكَ وَاَنْتَ رَضِیْتَ عَنْھُمْ رِضْوَانًا تَامًا كَامِلاً اَبَداً یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام ۔

پنجم۔ اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُكَ الْخَیْرَ كُلَّهٗ وَاَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ

ششم۔ اَللّٰھُمَّ زَكِّ نَفْسِی اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَكّٰھَا وَاٰتِ نَفْسِیْ تَقْوَاھَا ۔

ہفتم۔ رَبِّ تَعَالَ اِلٰی مِنْ كُلِّ بَابٍ وَخَلِّصْنِیْ مِنْ كُلِّ حِجَابٍ وَاسْقِنِیْ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ وَاجْعَلْ اِلَیْكَ رَفْعِیْ وَ صَعُوْدِیْ وَادْخُلْ فِیْ كُلِّ ذَرَّةٍ مِنْ ذَرَّاتِ وَجُوْدِیْ

ہشتم۔ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً وَاسْقِنِیْ مِنْ شَرَابِ مَحَبَّتِكَ اَعْذَبَهٗ وَاَطْیَبَهٗ بِرَحْمَتِكَ یَا ذَا الْفَضْلِ الْعَظِیْم ۔

نہم۔ اَللّٰھُمَّ اجْذِبْنِیْ اِلَیْكَ بِجَذَبَاتِ مَحَبَّتِكَ الشَّدِیْدَۃِ وَاَجْنِحَۃِ الْاِشْوَاقِ الْعَلِیَّۃِ الْغَرِیْدَۃِ ۔

دہم۔ اَللّٰھُمَّ اشْغَفْنِیْ مَحَبَّۃً وَآتِنِیْ مَحَبَّۃً لَا یَزِیْدُ عَلَیْهِ اَحَدٌ مِنَ الْعٰلَمِیْن ۔

یازدہم۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ لَذَّۃَ النَّظْرِ اِلٰی حُسْنِ وَجْھِكَ الْاَزَلِیِّ وَجَمَالِ وَجْھِكَ الْاَبَدِیِّ وَاِحْسَاسَ لَذَّۃِ الرُّوْحِ بِوِصَالِكَ السَّرْمَدِیِّ وَكَمَالِ اتِّحَادِ الْمَظْھَرِ الْمُحَمَّدِیِّ وَالْاَحْمَدِیِّ ۔

دوازدہم۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ وَجْھَكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ لِسِوَاكَ ۔ آمِیْن یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْن ۔

ایک عجیب کشف

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد جبکہ میں لاہور شہر میں بغرض تبلیغ قیام رکھتا تھا ان دنوں ایک دفعہ میں مسجد احمدیہ کے قریب کے کوچہ میں سے جا رہا تھا کہ اچانک مجھ پر کشفی حالت طاری ہوئی اور میں نے دیکھا کہ میری گردن پر ایک تیز ہتھیار چلا کر میرا سر جسم سے جدا کر دیا گیا ہے اور اس وقت میری روح کے اندر ایک اور روح داخل ہوئی ہے جس کے داخل ہونے کے ساتھ ہی میرے اندر ایک عجیب جذبہ اور جوش پیدا ہوا ہے اور میری زبان پر الہامی طور پر یہ تین کلمات طیبات جاری ہوئے ہیں۔

اول۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خَیْرُ الرَّاحِمِیْن

دوئم۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خَیْرُ الْمُحْسِنِیْن

سوئم۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خَیْرُ الْمَحْبُوْبِیْن

ان کلمات مقدسہ کے جاری ہونے کے بعد مجھے ان کے متعلق یہ تفہیم ہوئی کہ جو شخص چاہے کہ اُسے خدا تعالےٰ کی محبت کا اعلےٰ مقام حاصل ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے اللہ تعالےٰ کے خیر الراحمین اور خیر المحسنین کی صفات کے فیوض کو ہر وقت اپنے ذہن میں رکھے اور اپنے دل میں ان کا اثر محسوس کرنے کے لئے کوشش کرتا رہے اور دعاؤں سے بھی اس مقصد کے حصول کے لئے استمداد کرانے میں لگا رہے۔

آپ کبھی کبھی مِلا کریں

اچھا خدا حافظ

جب خاکسار نے حضور اقدس علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں قصیدہ تائیہ

پڑھ کر سنایا تو وہ گرمیوں کا موسم تھا چند روز کے قیام کے بعد جب میرا واپس آنے کا ارادہ ہوا تو ہم ضلع گجرات کے چند دوستوں نے چاہا کہ رات ہی رات بٹالہ پہنچکر صبح گاڑی میں سوار ہو جائیں۔ چنانچہ جب ہم اجازت لینے کے لئے حضور عالی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور اقدس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ”آپ کبھی کبھی بلا کریں“۔ یہ فقرہ ایسا ہی تھا جیسے آنحضرت صلعم نے زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا ابوہریرہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا یعنی ہر روز ملاقات نہ ہو سکے تو کبھی کبھی تو ملنا چاہیئے تا اس طریق سے تعلق محبت میں ترقی ہو۔ اس کے بعد حضور انور نے ہمیں معانقہ کا شرف بخشا اور فرمایا ”اچھا خدا حافظ“۔

خدا کی حکمت ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد حضور نے ہمیں الوداع کیا اور یہ دعائیہ جملہ فرمایا تو اس کے بعد ہم قادیان مقدس سے نکلتے ہی جب چند قدموں کے فاصلہ پر پیپل کے درختوں کے پاس پہنچے تو ہمارے راستہ کی بائیں جانب ایک بہت بڑا سانپ ملا جو ہمیں دیکھکر دوسری طرف سرک گیا اور ہم بچ گئے۔ اس سے آگے جب ہم ناتھ پور کے گاؤں کے پاس پہنچے تو پھر ایک سانپ ہمارے سامنے آیا اور قریب ہوتے ہی وہ میرے پاؤں پر چڑھ گیا۔ جسے میں نے جھٹک کر دور پھینک دیا اور ہم بچ گئے۔ اس سے آگے جب ہم نہر پر پہنچے تو پھر ایک سانپ دیکھا جو ہمیں دیکھکر دوسری طرف چلا گیا۔ آگے بڑھے تو وڈالہ گرنتھیاں کے گاؤں کے پاس پھر ایک سانپ دیکھا جس سے پھر خدا تعالےٰ نے ہماری حفاظت فرمائی۔ پھر جب ہم بٹالہ کے قبرستان کے پاس سے گذرنے لگے تو وہاں بھی ایک سانپ راستے میں پایا اور اس سے بھی ہمیں خدا تعالےٰ نے محفوظ رکھا۔ گویا کہ اللہ تعالےٰ نے محض حضور اقدس علیہ السلام کے ”خدا حافظ“ فرمانے کی برکت سے ہمیں پانچ مرتبہ ان زہریلے سانپوں سے حفاظت میں رکھا اور کسی کو کوئی گزند نہ پہنچا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

الم نشرح لك صدرك

حضور اقدس علیہ السلام کی بیعت راشدہ کے بعد ایک دفعہ میں اپنی محجوبانہ زندگی

پرافسردہ خاطر ہوا تو میرے خیر الراحمین خدا نے مجھے اپنے کلام پاک سے نوازا اور الہاماً فرمایا۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ

اس الہام الٰہی کی مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ کیا قرآن کے حقائق و معارف کے لئے ہم نے تیرے سینہ کو انشراح نہیں فرمایا۔ چنانچہ اس الہام کے بعد اللہ تعالےٰ نے مجھے قرآن پاک کی تعلیم و تفہیم کے لئے ایسا انشراح عطا فرمایا ہے کہ ایک زمانہ گواہ ہے۔ حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک سے لیکر آج تک کوئی ایسا موقعہ نہیں آیا کہ کسی شخص نے قرآن مجید پر اعتراض کیا ہو اور اللہ تعالےٰ نے اسی وقت مجھے اس کے سوال کے کئی جوابات نہ سمجھا دیئے ہوں۔ میرے ساتھ سفر کرنے والے اکثر علماء سلسلہ جانتے ہیں کہ میں سفر میں قرآن مجید کے سوائے دیگر کتابیں رکھنے کا عادی نہیں اور یہ خدا تعالےٰ کا سراسر فضل و احسان ہے کہ وہ ہمیشہ مجھے اسی کتاب اقدس کے ذریعہ سے ہر ایک میدان میں فائز و کامران کرتا رہا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ہمارے مرزا نے تو کئی نور الدین پیدا کر دیئے ہیں!

تحدیث نعمت کے طور پر میں یہاں اس واقعہ کا اظہار کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جب سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیالکوٹ شہر تشریف لے گئے اور وہاں حضور اقدس نے لیکچر فرمایا تو اس وقت یہ عاجز بھی اس جلسہ میں شریک تھا۔ اس جلسہ کی کارروائی سے ایک دن پہلے کی بات ہے کہ دوپہر کے کھانے کی تیاری میں ابھی گھنٹہ ڈیڑھ کا وقفہ تھا۔ اور چونکہ اس وقت عام لوگ اِدھر اُدھر گھوم رہے تھے اس لئے بعض منتظمین نے یہ تجویز کی کہ علماء میں سے کوئی تقریر شروع کر دیں تو لوگوں کا شور و شغب بھی دور ہو جائے گا اور احباب کو علمی فائدہ بھی پہنچے گا۔ چنانچہ بعض احباب کے اصرار پر مجھے تقریر کرنے کے لئے کہا گیا۔ اور میں

نے کھڑے ہو کر اس مجمع میں سورہ الحمد کے مختلف مطالب بیان کرتے ہوئے یہ بات بھی بیان کی کہ زمانہ کے نبی کے ظہور کے وقت ہر ایک چیز ہی اس کی صداقت پر شاہد ہوتی ہے۔ چنانچہ موجودہ زمانہ میں خدا تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان میں سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مہدی کے مقام پر فائز کر کے سارے جہان کے لئے مبعوث کیا ہے اور پھر تمام جہان میں سے ملک ہند کو چنا ہے اور پھر ملک ہند میں سے پنجاب کو چنا ہے اور پھر پنجاب میں سے علاقہ ماجھی کو چنا ہے اور ان تمام ناموں میں اللہ تعالیٰ نے بحساب ابجد ایسی مناسبت رکھی ہے کہ چشم بصیرت رکھنے والے انسان کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایک اتفاقی دلیل بن جاتی ہے۔ چنانچہ ابجد کے لحاظ سے مہدی کے عدد بھی ۵۹ ہیں اور جہان کے عدد بھی ۵۹ ہیں اور ہند کے عدد بھی ۵۹ ہیں اور پنجاب کے عدد بھی ۵۹ ہیں اور ماجھی کے عدد بھی ۵۹ ہیں۔ علاوہ ازیں غلام احمد قادیانی کے اعداد جو پورے ۱۳۰۰ یعنی ایک ہزار اور تین سو بنتے ہیں ان سے بھی حضور کے دعویٰ بعثت اور مہدی کے ظہور کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے جو سنہ ہجری کی تاریخ سے متعلق ہے۔ پس اس حساب سے ظاہر ہے کہ زمانہ جس مہدی کے انتظار میں چشم براہ ہے وہ اپنے نام اور مقام اور جائے ظہور کے لحاظ سے عددی مناسبت بھی رکھتا ہے۔

اس بات کو بیان کرنے کے بعد میں نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب کرامات الصادقین کی تفسیر کے مطابق جہاں حضور علیہ السلام نے سورۂ فاتحہ کے اسماء خمسہ کو پانچ دریاؤں سے تشبیہ دی ہے اس بات کو بھی سورہ فاتحہ سے پیش کیا کہ ان روحانی دریاؤں کے مقابل میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے لئے ایسے علاقہ کو انتخاب فرمایا ہے جو ظاہری پانچ دریاؤں کی وجہ سے پنجاب کہلاتا ہے اور اس میں حضور علیہ السلام کے ظاہر ہونے سے جہاں خدا تعالیٰ کے اسماء خمسہ کے روحانی دریا چلے ہیں وہاں ظاہری دریا بھی بطور نشان کے بہتے ہوئے

نظر آرہے ہیں۔

میں نے جب یہ تقریر ختم کی تو حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفہ اولؓ بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔

"میں تو سمجھا تھا کہ نورالدین دنیا میں ایک ہی ہے مگر اب معلوم ہوا ہے کہ ہمارے مرزا نے تو کئی نورالدین پیدا کر دیئے ہیں"۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے میرے متعلق جب یہ ارشاد فرمایا تو اس وقت چوہدری عبداللہ خاں صاحب ساکن داتا زید کا ضلع سیالکوٹ جو چوہدری سر ظفراللہ خاں صاحب بالقابہ کے ماموں ہیں اور شیخ نبی بخش صاحب ساکن ڈیرہ بابا نانک بھی اس مجلس میں موجود تھے۔[1]

میری اس تقریر کا سردار عبدالرحمٰن صاحب سابق مہر سنگھ نے اپنے رسالہ میں اور قاضی اکمل صاحب نے اپنی کتاب ظہور المہدی میں بھی ذکر کیا ہے مگر اس میں میرے نام کی تصریح نہیں کی۔

فیضان رسالت

ایک دفعہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مجلس میں فرمایا کہ:۔

سورج کے ذریعہ تو چاند دو ہفتہ میں کامل ہوتا ہے لیکن ہماری صحبت میں اگر کوئی شخص صدق نیت اور کامل ارادت سے ایک ہفتہ گذارے تو وہ ایک ہفتہ میں ہی ہمارے روحانی فیض سے کامل ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ حضور اقدس کے مذکورہ بالا کلمات کے الفاظ میں کچھ فرق ہو مگر مفہوم یہی تھا۔

حاشیہ [1] مندرجہ بالا واقعہ کا ذکر جناب چوہدری عبداللہ خاں صاحب نے ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان میں جب وہ مکرم والد صاحب کی ملاقات کے لئے گھر پر تشریف لائے بھی کیا تھا۔ اس مجلس میں برادرم مولوی برکات احمد بھی موجود تھے۔ خاکسار مرتب

اسی مضمون کو حضور اقدس علیہ السلام نے اپنے ایک فارسی شعر میں یوں بیان فرمایا ہے ؎

کسے کہ سایۂ بالِ ہُماش سُود نداد
بیائدش کہ دو روزے بظلِّ ما باشد

یعنی جس شخص کو بالِ ہما کا سایہ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکا اسے چاہیئے کہ وہ دو روز ہمارے سایہ کے نیچے آکر گذارے ۔

الوسیلۃ الفضیلۃ

ایک دفعہ خاکسار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کی زیارت سے مشرف ہوکر اپنے گاؤں واپس آرہا تھا کہ وزیرآباد کے قریب دریائے چناب کے ایک ساحلی گاؤں موضع خانکے پہنچا اس وقت چونکہ تھوڑا ہی دن باقی تھا اور مطلع بھی کچھ گرد آلود تھا اس لئے ملاحوں کے کشتی چلانے کا امکان تو نہیں تھا مگر ایک برات والوں کی منت وسماجت اور مخصوص خدمت نذرانہ کی وجہ سے آخر وہ کشتی چلانے پر رضامند ہو گئے جس کی وجہ سے مجھے بھی اسی وقت دریا کو پار کرنے کا موقعہ مل گیا ۔ خدا کی حکمت ہے کہ جب ہماری کشتی مین دریا کے وسط میں پہنچی تو ادھر سورج قریب الغروب ہو گیا اور دوسری طرف آندھی چل پڑی جس کی وجہ سے ملاحوں نے کہا اب تو سوائے خدا کے اور کوئی چارہ نہیں ہم نے تو پہلے ہی آپ لوگوں کو کہا تھا کہ شام کے وقت ایسی خطرناک حالت میں جبکہ دریا ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور آندھی کے آثار بھی دکھائی دے رہے ہیں ۔ آپ لوگ ہمیں مجبور نہ کریں مگر اس وقت آپ لوگوں نے ہماری بات قبول نہ کی اب ہم کیا کریں ۔ جب کشتی میں سوار تمام لوگوں نے حالات کی مایوسی دیکھی تو اسی وقت تمام لوگوں نے بے اختیار چلانا شروع کر دیا اور پیر بخاری اور خواجہ خضر اور پیر جیلانی کو یاد کرنے لگ گئے ۔ مگر کچھ دیر تک جب پھر بھی صورت حال نہ بدلی تو آخر تمام اہل کشتی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پکار

اُٹھے اور کہنے لگے کہ اے خدا اب تیرے سوا کون ہے جو اس کشتی کو پار لگائے
میں نے جب ان لوگوں کی زاری دیکھی تو اس وقت میں نے بھی دعا شروع کر دی
اور چونکہ اُس وقت میرے ساتھ حضور اقدس علیہ السلام کی بعض مقدس کتابیں
بھی تھیں اس لئے میں نے خدا تعالےٰ کے حضور ان کتابوں کا واسطہ دیتے ہوئے
یہ دعا کی کہ

"اے مولا کریم اگر ہم سب لوگ اس قابل ہیں کہ اس دریا میں غرق کر
دیئے جائیں اور ہمارا کوئی عمل ایسا نہیں جو ہماری نجات کا موجب ہو
سکے تو پھر تو اپنے مقدس اور پیارے مسیح کی ان کتابوں کے طفیل جو
انہوں نے لوگوں کی ہدایت اور نجات کے لئے شائع فرمائی ہیں اس
آندھی کو چلنے سے روک دے اور ہمیں بخیریت کنارے پر لگا دے۔"

خدا جانتا ہے کہ میں نے ایک دو مرتبہ ہی ان دعائیہ کلمات کو دہرایا تھا کہ آندھی
بالکل تھم گئی اور ہم سب لوگ بخیر و عافیت کنارے پر پہنچ گئے۔ الحمد للّٰہ علیٰ
ذالک۔

علاج بالتبلیغ

مولوی امام الدین صاحب رضی اللہ عنہ ساکن گولیکی جو میرے استاد بھی
تھے ان کا بڑا صاحبزادہ ایک دفعہ سخت بیمار ہو گیا تو مولوی صاحب مجھے
کہنے لگے کہ آپ اس کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اُسے صحت دے۔ چونکہ
مولوی صاحب موصوف کے استاد ہونے کے علاوہ ویسے بھی میرے ساتھ بہت
اچھے تعلقات تھے اس لئے میں نے ان کے بیٹے قاضی محمد ظہور الدین صاحب
اکمل کے لئے دعا شروع کر دی جس کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے مجھے الہاماً
فرمایا۔

"اگر محمد ظہور الدین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق و تائید میں
کوئی تحریری خدمت بجالانے کی کوشش کرے تو اسے صحت ہو جائیگی"

چنانچہ اس الہام الٰہی کے بعد جب اکملؔ صاحب نے سلسلہ کی تحریری خدمت شروع کر دی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں آجتک لمبی عمر بھی عطا فرمائی اور مرض بائو سے صحت بھی دیدی۔ اور حضور اقدس علیہ السلام کے عہد مبارک کے آخر میں یا شاید اس کے بعد کے زمانہ میں جب انہوں نے ایک کتاب "ظہور المہدی" لکھی تو اس وقت مجھے اس کتاب کا الہامی نام

نجمِ احمدیہ

بھی بتایا گیا جسے اکمل صاحب نے ظہور المہدی کے سرورق پر شائع بھی کرا دیا۔ اس کتاب میں انہوں نے میری ایک گذشتہ تقریر کے علاوہ میرا ایک واقعہ بھی لکھا ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

واقعہ

ایک دفعہ میرے گاؤں موضع راجیکی کا ایک زمیندار میرے پاس آیا اور کہنے لگا میرا ایک لڑکا اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ گوجرانوالہ کے ضلع میں بیل خریدنے گیا ہوا تھا کہ راستہ میں ان کو چور ملے جو اپنے ساتھ چوری کے بیل لے جا رہے تھے۔ ان لڑکوں نے جب ان کے پاس خوبصورت بیل دیکھے تو انہوں نے ان کے متعلق دریافت کیا اور قیمت وغیرہ پوچھی۔ چوروں نے جب یہ دیکھا کہ خریدار تو رستے میں ہی مل گئے ہیں تو انہوں نے اپنی جان بچانے کے لئے وہ بیل ان لڑکوں کے پاس کم قیمت پر بیچ دیئے اور چلے گئے۔ اتفاق کی بات ہے کہ ان بیلوں کے اصل مالک جو بیلوں کا کھوج لگاتے ہوئے پیچھے آ رہے تھے انہوں نے بیل بھی ہمارے لڑکوں سے چھین لئے اور انہیں پولیس کے سپرد کر دیا۔

اس واقعہ کو سنانے کے بعد اس زمیندار نے مجھ سے خواہش کی کہ آپ رمل۔ جفر یا نجوم وغیرہ اعمال سے ان کی رہائی کے متعلق پتہ کر دیں کہ وہ کب اس مصیبت سے چھٹکارا پائیں گے۔ میں بیعت سے قبل اگرچہ ان علوم سے اکثر استفادہ کیا کرتا تھا اور ان علوم میں اچھی دسترس بھی تھی یہاں تک کہ بعض دفعہ مایوس کن حالات

میں بھی کھوئی ہوئی چیزوں کے متعلق میں نے ان ظنی علوم سے جو نتائج اخذ کئے تھے وہ بسا اوقات صحیح نکلے تھے۔ مگر احمدیت کے بعد میں نے ان تمام غیر یقینی اور ظنی علوم کی بجائے دعاؤں کو ہی اپنا سرمایہ زندگی سمجھا اور انہی کو سب سے زیادہ مؤثر اور کارگر دیکھا ہے۔ چنانچہ اس وقت بھی میں نے اس زمیندار کو کہا کہ اب رمل نجوم کو تو احمدیت کے باعث ترک کر چکا ہوں اب ان کی جگہ میں تمہارے لئے دعائے استخارہ ہی کروں گا اور جو بات خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے معلوم ہوئی تمہیں بتا دوں گا۔ چنانچہ رات جب میں نے استخارہ کیا اور سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ ایک شکاری نے جال لگایا ہے اور اس میں دو بٹیرے پھنس گئے ہیں مگر اچانک وہ بٹیرے اس جال میں سے اُڑ گئے ہیں۔ صبح ہوتے ہی یہ خواب میں نے اس زمیندار کو بتایا اور کہا کہ تم کوئی فکر نہ کرو دونو لڑکے انشاء اللہ بہت جلد رہا ہو جائیں گے۔ تم فوراً گوجرانوالہ جاؤ اور کوشش کرو۔ چنانچہ وہ زمیندار گوجرانوالہ گیا اور وہ دونو لڑکے بے قصور ثابت ہونے کی وجہ سے حوالات سے رہا کر دیئے گئے اور جو اصل مجرم تھے اُن کا پتہ چل گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْهُ

ہمارے خاندان کے اکثر افراد کو حقہ نوشی کی عادت تھی۔ جب میں دس بارہ سال کا ہوا تو مجھے بھی نفرت کے باوجود ان اقارب کی صحبت سے اس بری عادت کا شکار ہونا پڑا۔ ایک مرتبہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب کرامات الصادقین کے مطالعہ میں مشغول تھا کہ مجھے حقہ پینے کی اشتہا محسوس ہوئی مگر پھر اس خیال سے کہ حضور اقدسؑ کے کلام اطہر کے مطالعہ کے مقابلہ میں حقہ کی طرف توجہ کرنا فعل قبیح ہے میں حقہ پینے سے رک گیا اس کے بعد میں نے خواب میں حضرت اقدس علیہ السلام کو دیکھا کہ حضور سے ایک شخص حقہ نوشی کے متعلق فتویٰ دریافت کر رہا ہے اس وقت الہامی طور پر حضور علیہ السلام کے منشاء مبارک کے اظہار کے لئے میری زبان سے یہ فقرہ نکلا۔

وَالرُّجْزَفَاهْجُرْہُ

کہ حقہ نوشی رجز ہے اسے ترک کردو۔ چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ کے لئے مجھے اس بری عادت سے نجات بخشدی ۔۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

درس تقویٰ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعتِ راشدہ سے مشرف ہونے کے بعد کچھ عرصہ ہی گذرا تھا کہ ایک دوست کسی کام کے لئے مجھے اپنے گاؤں لے گیا اور جب شام ہوئی تو اُس نے اصرار کیا کہ آج رات آپ ہمارے یہاں ہی ٹھیریں چنانچہ اس کی خواہش پر رات میں وہیں رہ پڑا۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس دوست کو کسی ضروری کام کے لئے رات اپنے گھر سے باہر جانا پڑا۔ مگر جاتے ہوئے اس نے گھر میں میری مہمانداری کے متعلق مناسب تلقین کردی۔ جب وہ گھر سے باہر چلا گیا تو اس کی بیوی نے جو خوبصورت اور نوجوان عورت تھی مجھے آواز دی کہ میں آپ کے جسم کو دبانے کے لئے اندر آنا چاہتی ہوں کیا اجازت ہے۔ میں نے کہا غیر محرم مرد کو ہاتھ لگانا سخت گناہ ہے اس لئے آپ اپنے کمرہ میں ہی رہیں اور میرے پاس آنے کی جرأت نہ کریں۔ اس پر اس عورت نے پھر اپنی غلطی پر اصرار کیا اور میں نے پھر وہی جواب دیا آخر جب میں نے یہ محسوس کیا کہ یہ عورت اپنے بد ارادہ سے باز نہیں آئے گی تو میں نے وضو کر کے پاس ہی مصلاً پڑا تھا اس پر نماز پڑھنی شروع کردی اور نماز کے رکوع و سجود کو اتنا لمبا کیا کہ مجھے اسی حالت میں صبح ہوگئی۔ اس کے بعد میں نے صبح کی نماز ادا کی تو اس وقت مجھے اتنی نیند آئی کہ میں جائے نماز پر ہی سوگیا اور سوتے ہی خواب میں دیکھا کہ میرا منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہے اور ایک فرشتہ نے مجھے بتایا کہ یہ تمام فضل تیرے اس مجاہدہ نفس اور خشیۃ اللہ کی وجہ سے ہوا ہے اور اس وجہ سے کہ آج رات تو نے تقویٰ شعاری سے گذاری ہے۔

لک الاولیٰ وعلیک الثانی

ایسا ہی حضور اقدس علیہ السلام کے عہد مبارک میں جب میں ابھی نیا نیا احمدی ہوا تھا میرا گذر ایک شہر میں سے ہوا تو اچانک میری نظر ایک اونچے مکان پر پڑی جہاں ایک خوبصورت عورت بال بکھیرے ہوئے کھڑی تھی۔ میرے دل میں اس کو دوبارہ دیکھنے کی ہوس پیدا ہوئی تو رات کو جب میں سویا تو میں نے خواب میں دو فرشتے اپنے پاس کھڑے ہوئے دیکھے جن میں سے ایک فرشتہ دوسرے فرشتہ کو مخاطب کرتے ہوئے میری نسبت یہ کہتا ہے کہ

"یہ شخص دیانت وامانت میں تو بہت ہی اچھا ہے بشرطیکہ اس کی نظر لک الاولیٰ سے تجاوز کر کے علیک الثانی تک نہ پہنچے۔"

اس کشفی تادیب وتنبیہہ سے مجھے محض افاضۂ احمدیت کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے ایک مفید سبق مل گیا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

درس طہارت

ایک دفعہ میں نے پیشاب کیا اور اسی جگہ ذرا رُخ بدل کر استنجاء بھی کر لیا تو مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ فرمایا کہ

"جو شخص اس طرح پیشاب کر کے پھر وہاں ہی استنجاء کرلے اس کی دعا قبول نہیں ہوتی"۔

میں نے جب اس واقعہ اور الہام الٰہی کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سے کیا تو آپ بہت خوش ہوئے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

اعجازِ احمدیت

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہدِ مبارک میں

مجھے تبلیغی سلسلہ میں ایک گاؤں جانا پڑا تو وہاں ایک نوجوان عورت جو شادی شدہ تھی مجھے ملی اور میرے سامنے اس نے اس بات کا اظہار کیا کہ میں نے جب سے آپ کو دیکھا ہے اور آپکی باتیں سنی ہیں بس یہی جی چاہتا ہے کہ ایک منٹ کے لئے بھی آپ سے جُدا نہ ہوں۔ میں نے اُسے سمجھایا کہ ایسی محبت تو اللہ تعالےٰ اور اس کے انبیاء کے لئے ہونی چاہیئے۔ ان کے سوا کسی اور سے مناسب نہیں ہے۔ اس پر وہ عورت رو پڑی اور کہنے لگی تب میں کیا کروں۔ میں نے کہا نماز میں دعا کرو اور کثرت سے لاحول ولا قوۃ اِلّا باللہ پڑھتی رہا کرو اور یہ دعا بھی کرو کہ اے اللہ تعالےٰ! تیرے بغیر جس چیز کی محبت میرے دل میں سب سے زیادہ ہے ایسی محبت مجھے اپنے متعلق عطا کر اور میرے دل سے غیر اللہ کے خیال کو مٹا دے۔ اور میں بھی انشاء اللہ تمہارے لئے دعا کروں گا چنانچہ اس کے بعد جب میں قادیان گیا تو وہاں قیام کے دوران میں میں نے اُس کے لئے دعا کی۔ پھر جب واپس آیا تو خدا کے فضل سے میں نے اس عورت کو اس باطل خیال سے صحت یاب پایا الحمد للہ۔ ان باتوں کے ذکر سے میرا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے محض سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے مجھے اس زمانہ میں بھی گمراہیوں سے محفوظ رکھا جبکہ میں بالکل عنفوانِ شباب میں تھا اور میرا ماحول اپنی آبائی وجاہت اور بزرگوں کی وجہ سے ایسے اسباب کے لئے ممد تھا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ہاتھی کی تعبیر

غالباً ۱۳۲۳ھ ہجری کا واقعہ ہے کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ اقدس میں قادیان حاضر ہؤا۔ ان دنوں مہمان خانہ میں میرے علاوہ اور بھی بہت سے یارانِ طریقت اترے ہوئے تھے۔ جن میں سے ایک حضرت منشی محمد خاں صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ کے خلف الرشید خان صاحب عبد المجید خاں صاحب بھی تھے۔ آپ چند روز کی ملاقات کے بعد مجھے کہنے

لگے آپ بھی میرے ساتھ چلیں میں نے معذرت کی کہ حضور اقدس علیہ السلام کی اجازت کے بغیر میں باہر نہیں جا سکتا تو آپ نے کہا میں ابھی حضور اقدس علیہ السلام سے آپ کو ساتھ لے جانے کے لئے اجازت لے لیتا ہوں پھر تو آپ کو کوئی عذر نہیں ہوگا۔ چنانچہ آپ نے اسی وقت ایک معروضہ حضور کی خدمت میں لکھا تو حضور علیہ السلام نے جواباً فرمایا" ہاں اگر وہ جانا چاہیں تو میری طرف سے اجازت ہے"۔ جب حضور کی طرف سے یہ جواب آیا تو میں ان کے ساتھ کپورتھلہ جانے پر رضامند ہوگیا۔ جب ہم کپورتھلہ پہنچے تو یہاں کے مخلص صحابہ کرام میں سے منشی اروڑے خاں صاحب اور منشی ظفر احمد صاحب اور بعض دیگر احباب نے مجھ سے قرآن مجید کا درس سننے کی فرمائش کی اور میں قریباً چھ ماہ تک اسی کار خیر میں وہاں مشغول رہا۔ اس دوران میں ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ میں ہاتھی کے نیچے آگیا ہوں جس کی وجہ سے مجھے بیحد پریشانی ہوئی اور میں خواب سے بیدار ہوکر اس ابتلاء سے بچنے کی دعائیں مانگتا رہا۔ اتفاقاً اسی روز صبح کے آٹھ نو بجے کے قریب عبدالمجید خاں صاحب جو ان دنوں مہاراجہ کپورتھلہ کے بگھی خانہ کے افسر بھی تھے میرے پاس آئے اور کہنے لگے شہر کے پاس ہی ایک برساتی ندی میں بارش کی وجہ سے بہت سیلاب آیا ہے اس لئے بعض دوستوں کا خیال ہے کہ وہاں چل کر اس سیلاب کا نظارہ کیا جائے ۔ میں نے دو ہاتھیوں کا انتظام بھی کر لیا ہے آپ بھی تیار ہو جائیں اور ہمارے ساتھ چلیں۔ میں نے جب ان کی یہ بات سنی تو رات کی خواب کے پیش نظر ان کے ساتھ جانے سے انکار کیا مگر باوجود میری اس خواب کے سنانے اور انکار کرنے کے ان کا اصرار اسی طرح قائم رہا۔ یہانتک کہ سب دوستوں کی متفقہ رائے سے آخر میں ان کے ساتھ جانے پر مجبور ہو گیا اور ہم تمام دوست ہاتھیوں پر سوار ہوکر ندی پر پہنچ گئے۔ وہاں جاتے ہی جب ہم نے دیکھا تو واقعی وہ ندی دریا کی طرح ٹھاٹھیں مار رہی تھی اور پل کے اوپر سے ایک نوجوان ملاح چھلانگیں مار کر نہا رہا تھا پہلے اس نے پل کے پہلے در سے چھلانگ لگائی پھر دوسرے سے پھر تیسرے سے اور کنارے

پر نکل آیا۔ اس وقت بعض دوستوں نے مجھے کہا کہ آپ بھی دریائے چناب کے پاس رہنے والے ہیں آپ بھی کوئی تیراکی کا فن دکھائیں۔ میں نے کہا کہ مجھے تیرنے کی اتنی مشق تو نہیں البتہ جس درسے اب اس ملاح نے چھلانگ لگائی ہے میں انشاء اللہ اس سے اگلے درسے کود کر آپ کو دکھلاؤں گا۔ چنانچہ میں نے اس وقت تہبند کی لنگوٹ کس کر پل کے اوپر سے چوتھے در پر سے چھلانگ لگائی اور تیرتے ہوئے کنارے پر آگیا۔ جب احباب نے اس طوفان کے مقابل میں میری یہ جرأت وہمت دیکھی تو حیران رہ گئے اور سب نے اس ملاح کو کہا کہ اب آپ دو نو پانچویں درسے چھلانگ لگائیں میں نے کہا میں تو تیار ہوں آپ اس ملاح کو تیار کریں۔ انہوں نے ملاح کو بہت اکسایا مگر وہ یہی جواب دیتا رہا کہ وہاں پانی کا زور بہت زیادہ ہے اس لئے مجھے تو ہمت نہیں ہوتی میں نے کہا اچھا اگر اسے ہمت نہیں پڑتی تو میں ہی چھلانگ لگا دیتا ہوں چنانچہ جب میں پانچویں درسے ندی میں کودا تو اسی وقت ایک بھنور میں پھنس گیا۔ اور بڑی کوشش کے باوجود اس سے مخلصی کی سبیل نہ پائی آخر جب مجھے غوطے آنے شروع ہوئے تو تمام دوستوں نے پل پر چلانا شروع کر دیا کہ ہائے مولوی صاحب ڈوب گئے۔ جب میں بھنور میں دو تین مرتبہ غوطے کھا کر بے بس ہو گیا تو اچانک مجھے کسی چیز نے اس طرح زور سے اوپر کو اچھالا کہ میں خارق عادت طور پر اس بھنور سے نکل کر کئی قدموں کے فاصلہ پر کنارے کے قریب ایسی جگہ آپڑا جہاں ایک گرے ہوئے درخت کی شاخیں میرے ہاتھ میں آگئیں اور میں نے ان شاخوں کو پکڑ کر آرام کا سانس لیا اور آہستہ آہستہ کنارے پر آپہنچا دوستوں نے جب مجھے بخیریت کنارے پر دیکھا تو اسی وقت سجدہ میں گر گئے اور میں نے بھی طبیعت سنبھلنے پر سجدہ شکر بجا لایا کہ اللہ تعالےٰ نے اس مصیبت سے نجات بخشی الحمد للہ۔ اس کے بعد جب ہم گھر واپس پہنچے تو عبدالمجید خاں صاحب کی والدہ ماجدہ نے شکرانہ کے طور پر ایک پلاؤ کی دیگ پکوا کر غربا میں تقسیم کروائی۔ فجزاہا اللہ احسن الجزاء۔

اس واقعہ کے بعد اس خواب کی تعبیر بھی کھلی کہ یہاں ہاتھی سے مراد دراصل وہ مصیبت تھی جو ہاتھی کے سفر کے ذریعہ طوفانِ آب کی صورت میں پیدا ہوئی۔ العیاذ باللہ۔

اس قیام کے دوران میں عبدالمجید خاں صاحب نے مجھ سے ایک پنجابی سی حرفی بھی لکھوائی تھی اور چونکہ ان کی خواہش تھی کہ ہر ایک بند میں میرا نام بھی آئے اس لئے میں نے اس کا بھی التزام کیا تھا۔ یہ سی حرفی مفتی محمد صادق صاحب نے شائع کرانے کیلئے مجھ سے لی تھی مگر افسوس ہے کہ ان سے کھو گئی اس لئے شائع نہ ہو سکی اس وقت کچھ اشعار مجھے یاد ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں

الف۔ اللہ دے نام دا ورد کریئے اسدے نام دا ورد بھاونا اوئے
خالص کیمیا اتے اکسیر اعظم اسدا نام نہ دلوں بھلا ونا اوئے
دنیا خواب خیال مثال اینویں غفلت وچ نہ وقت گنوانا اوئے
کرے عمل غلام رسول چنگے وت وت ناہیں ایتھے آونا اوئے

ب۔ بالڑی عمر نہ رہے آخر سدا رہن نہ چین تے چا تیرے
باغ حسن دا انت ویران ہوسی کوئی پلک ایہہ ناز ادا تیرے
بھور بلبلاں باغ نوں چھڈ دیسن جدوں پھل جاسن کرما تیرے
حسرت نال غلام رسول روسیں جدوں گئے ایہہ وقت ہا تیرے

ث۔ ثروتاں دولتاں دھن والے کئی لکھ ایتھے کاردان آئے
کئی ملک حکومتاں دیس والے ایس دیس اندر حکمران آئے
کئی وانگ یوسف سندر شکل والے جیہڑے نال محبوباندی شان آئے
کر گئے کوچ غلام رسول آخر اوسے طور جنوں وچ جہان آئے

ج۔ جگ جہان مکان فانی سدا رہن دا نہیں مقام ایتھے
دنیاں نقش فریب ملمیاں دا نویں جال وچھن صبح شام ایتھے
کرلو یاد خدا ئیدی پلک کوئی چنگا لین خدائیدا نام ایتھے
کرکے ہوش غلام رسول چلیں لٹ گئے ونجارے نے عام ایتھے

غ۔ غام حقیقتاں کی جانن ہوئے غرق جو بحر مجاز اندر
دفتر حسن محبوباندا دا ویکھ کھلا رمز اں سمجھدے غیر انداز اندر
لئی تانہ کرشمیاں خلق ساری ورے یار حقیقت دے راز اندر
ڈوہنگی رمز غلام رسول والی مشکل پہنچنا اوس پرواز اندر

طاعون کا علاج

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جبکہ میں شہر گجرات میں مقیم تھا طاعون نے شدید حملہ کیا اور جس محلہ میں ہماری رہائش تھی اس میں سے ہر روز نو نو دس دس میتیں نکلنی شروع ہو گئیں۔ ہمارا مکان چونکہ دو منزلہ تھا اس لئے اوپر کی منزل میں مَیں اور مولوی الٰہی بخش صاحب تاجر کتب رضی اللہ عنہ رہتے تھے اور نیچے کی منزل میں مولوی صاحب کے گھر والوں کی رہائش تھی۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ اوپر کی منزل میں طاعون کے جراثیموں کے انبار لگے ہوئے ہیں جو شکل میں بال کی طرح سیاہ اور کسی قدر لمبے ہیں میرے خوفزدہ ہونے پر ان جراثیم نے مجھے کہا جو شخص استغفار پڑھے ہم اُسے کچھ نہیں کہتے۔ چنانچہ جب میں نے استغفار پڑھنا شروع کیا تو وہ کہنے لگے دیکھا اب ہم کچھ نہیں کہتے۔ اس کے بعد جب میں بیدار ہؤا تو صبح کے وقت تمام احمدی دوستوں کو یہ رویا سنائی اور استغفار پڑھنے کی تلقین کی۔ خدا کا فضل ہے کہ اس دعا کی برکت سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشان کے ماتحت اللہ تعالےٰ نے شہر گجرات کی تمام جماعت احمدیہ کو اس عذاب شدید سے کلی طور پر محفوظ رکھا۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالک

بینگن کی ممانعت

ایک دفعہ اسی مکان میں مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ مجھ سے کہتا ہے کہ آپ بینگن نہ کھایا کریں چنانچہ خواب کے بعد میں نے عرصہ تک بینگن کا استعمال ترک کر دیا مگر ایک عرصہ کے بعد ایک تقریب پر میں نے بینگن کھا لئے اور خیال کیا کہ شاید یہ ممانعت وقتی ہو گی۔ اس پر خواب میں مجھے وہی فرشتہ پھر ملا اور کہنے لگا آپ کو تو بینگن کھانے سے منع کیا تھا آج آپ نے پھر کھا لئے ہیں یہ تو آپ کے لئے مضر ہیں اس نصیحت سے میں اپنے خیر الراحمین خدا کی شفقت و رحمت کا ممنون ہوں کہ وہ اپنے اس عبد حقیر کا کس طرح خیال رکھتا ہے۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

طاعون کا دوسرا علاج

گجرات شہر کے قیام کے بعد ایک دفعہ ضلع گوجرانوالہ میں جبکہ میں اپنے سسرال موضع پیر کوٹ میں تھا میری بیوی کے بھائی میاں عبداللہ خانصاحب کو ایک طاعون والے گاؤں میں سے گذرنے سے طاعون ہو گئی جب غیر احمدی لوگوں کو معلوم ہوا تو کہنے لگے مرزائی تو کہا کرتے ہیں کہ طاعون کا عذاب مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اب بتائیں کہ پہلے ان کے ہی گھر میں طاعون کیوں پھوٹ پڑی۔ میں نے جب اُن کی ہنسی اور تمسخر کو دیکھا اور شماتت اعداء کا خیال کیا تو بہت دعا کی۔ چنانچہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے مکان کے صحن میں طاعون کے جراثیم بھرے پڑے ہیں مگر اُن کی شکل گجرات والے جراثیم سے مختلف ہے یعنی ان کا رنگ بھورا اور شکل دو نقطوں کی طرح ہے۔ اس وقت مجھے گجرات والے جراثیم کی بات یاد آ گئی کہ جو شخص استغفار کرے ہم اُسے کچھ نہیں کہتے چنانچہ میں نے ان کے سامنے بھی استغفار پڑھنا شروع کر دیا۔ اسپر یہ جراثیم مجھے کہنے لگے کہ ہماری قسم بہت سخت ہے اس لئے ہم سے استغفار کرنے والے بھی نہیں بچ سکتے۔ تب میں نے حیران ہو کر دریافت کیا کہ پھر آپ سے بچنے کی کیا صورت ہے تو انہوں نے کہا ہمیں حکم ہے کہ جو شخص

لاحول ولا قوۃ اِلّا باللّٰہِ العلی العظیم

پڑھے اُسے ہم کچھ نہ کہیں۔ اس خواب سے بیدار ہو کر صبح میں نے تمام رشتہ داروں اور دیگر احمدیوں کو یہ خواب سنایا اور لاحول پڑھنے کی تلقین کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی برکت سے میاں عبداللہ خاں صاحب کو بھی شفا دی۔ اور دوسرے احمدیوں کو بھی محفوظ رکھا مگر غیر احمدیوں میں کثیر التعداد لوگ اس عذاب شدید کا شکار ہو گئے۔

لگان کی وصولی

انہی دنوں میں نے پیرکوٹ میں ایام طاعون کی تباہی کے جوش کی حالت میں یہ بھی خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ تحصیلدار کے لباس میں آیا ہے اور مجھ سے بھی آکر ملا ہے میں نے پوچھا کہ آپ کیسے تشریف لائے ہیں تو اس نے جواب دیا کہ ہم گاؤں سے لگان وصول کر رہے ہیں۔ پھر ایک فرشتہ عورت کی شکل میں آیا اور مجھ سے ملا اس کا نام دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ میرا نام

"سکینہ" ہے

چنانچہ اللہ تعالےٰ نے واقعی ھو الذی انزل السکینۃ علی قلوب المؤمنین کے مطابق ہمیں تو سکون و اطمینان بخشا مگر گاؤں کے لوگوں سے پے در پے موت کے حملوں کے ذریعے خوب لگان وصول کیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

"لاحول" کی دوسری خاصیت

ایک مرتبہ مجھے خواب میں بتایا گیا کہ جس وقت کتا حملہ کرے تو اس وقت لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کا پڑھنا نہایت سریع التاثیر ہے چنانچہ میں نے اس کا کئی مرتبہ تجربہ کیا ہے اور فائدہ اٹھایا ہے۔

سر درد کا علاج

ایک مرتبہ مجھے خواب میں بتایا گیا کہ جس شخص کے سر میں درد ہو اس کے لئے یوں عمل کیا جائے کہ اس کی پیشانی پر لا کا حرف لکھتے جائیں اور درود شریف

پڑھتے جائیں تو انشاء اللہ درد دور ہو جائے گا۔ چنانچہ جب میں نے اس خواب کا ذکر ایک مرتبہ موضع پٹی مغلاں میں کیا تو وہاں کے ایک احمدی دوست مرزا افضل بیگ صاحب نے اس کا بارہا تجربہ کیا اور لوگوں کو فائدہ پہنچایا ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

جذبۂ عشق

نوجوانی کے زمانہ میں جبکہ میری عمر کوئی اکیس بائیس سال کی ہوگی خدا کے فضل سے مجھ میں اچھی طاقت تھی اور میں ایک لاٹھی کے دونوں سروں پر چار آدمی بٹھا کر عموماً ایک ہاتھ سے اٹھا لیا کرتا تھا۔ ایسا ہی جب بعض چلہ کشیوں کے اثر سے مجھے عسرالنفس کی بیماری ہوئی تو میں دو آدمی بغلوں میں دبا کر بے تکلف بھاگ لیا کرتا تھا علاوہ ازیں گھوڑا دوڑانے اور چھلانگ لگانے اور اونچی سے اونچی دیوار پر بھاگ کر چڑھنے کی بھی مجھے مہارت تھی ڈھائی ڈھائی من پختہ کی موگریاں بھی میں نے پھیری ہیں ایسا ہی بازو پکڑنے میں بھی مجھے اچھی مشق حاصل تھی۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک فضل یہ بھی مجھے حاصل ہے کہ میں نے پنجاب کے مختلف شہروں اور دیہات میں جہاں غیر احمدی مناظرین کو ہر طرح کا علمی چیلنج دیا ہے وہاں انہیں جسمانی مقابلہ کے لئے بھی کئی مرتبہ للکارا ہے مگر آج تک ان میں سے کوئی مقابلہ کے لئے تیار نہیں ہوا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

ان تمہیدی باتوں کے بیان کرنے کی وجہ دراصل یہ ہوئی ہے کہ سنہ ۱۹۰۴ء میں جبکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیالکوٹ تشریف لائے تو ہم ضلع گجرات کے کچھ دوست بھی حضور اقدس کی زیارت کیلئے سیالکوٹ پہنچے دوسرے دن حضور اقدس کے متعلق ہمیں معلوم ہوا کہ حضور میر حسام الدین صاحب کی مسجد کے ملحقہ مکان میں قیام فرما ہیں اور بعض زائرین کی خاطر حضور مسجد کے برآمدے کی چھت پر تشریف لائیں گے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کے آنے سے پیشتر ہی باہر کے علاقوں کے زائرین مسجد میں پہنچ گئے اور ہم بھی کبوترانوالی مسجد سے وہاں پہنچے مگر اس وقت

منتظمین نے لوگوں کے زیادہ ازدحام کی وجہ سے مسجد کا دروازہ اندر سے بند کر لیا تھا۔ ہم نے جس وقت دروازہ کو اندر سے بند پایا تو بہت پریشان ہوئے اور برآمدہ کی پچھلی دیوار جو کوچہ میں جنوب کی طرف تھی وہاں چلے گئے مگر اس طرف سے دیوار بہت اونچی تھی۔ میرے ساتھ اس وقت چوہدری عبداللہ خاں صاحب بہلولپوری بھی تھے ہم نے سوچا کہ اب کیا کیا جائے چوہدری صاحب نے کہا اس طرف سے چڑھنا تو سیڑھی کے بغیر مشکل ہے میں نے کہا ہم مسافروں کے پاس سیڑھی کہاں اب تو

جذبۂ عشق کی پروازہی کام دے سکتی ہے

چنانچہ میں نے اپنی لوئی چوہدری عبداللہ خانصاحب کو پکڑائی اور خود چند قدم پیچھے ہٹ کر زور سے اس دیوار پر جست کی تو میرا ہاتھ اس کی منڈیر پر جا پہنچا اور میں اوپر چڑھ گیا چوہدری صاحب نے جب یہ دیکھا تو کہنے لگے آپ نے تو جذبۂ عشق سے کام لے لیا ہے مگر میں کیا کروں میں نے کہا اب میں آپ کی طرف کپڑا لٹکاتا ہوں آپ اس کا سرا پکڑ لیں میں آپ کو اوپر کھینچ لوں گا چنانچہ اس کے بعد میں نے انہیں بھی اوپر کھینچ لیا اور ہم دونو اوپر آگئے۔ میں نے اندر جاتے ہی جہاں حضور اقدس علیہ السلام نے کھڑے ہو کر تقریر فرمانی تھی وہاں اپنی لوئی بچھادی تاکہ وہ جگہ بھی نرم ہو جائے اور میری لوئی بھی حضور علیہ السلام کے پائے مبارک کی طفیل متبرک ہو جائے۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام تشریف لائے اور میری لوئی پر کھڑے ہو کر حضور علیہ السلام نے تقریر فرمائی۔ الحمد للہ علی ذالک۔

ایک عجیب واقعہ موضع دہدہا کا

ایک دفعہ مجھے موضع دھدرہا میں جو ہمارے گاؤں موضع راجیکی سے جنوب مغرب کی طرف کوئی ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے بعض ارادتمندوں کی خواہش پر جانے کا موقعہ ملا تو وہاں کا ایک موچی مسمی چراغ اور اس کی بیوی اور اس کا ایک بیٹا مسمی محمد امیرے پاس آئے اور بیان کیا کہ ہمارا ایک نوجوان لڑکا تقریباً بارہ سال

کے عرصہ سے غائب ہے۔ ہم نے اس کی بہت تلاش کی ہے مگر نہیں ملا۔ بڑے بڑے عاملوں
اور پیروں فقیروں سے تعویذ بھی کرائے ہیں مگر سب کوششیں بے سود ثابت ہوئی ہیں۔
میں ان دنوں نیا نیا احمدی ہوا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے فیضان
صحبت سے بعض اوقات مجھے روحانی طور پر اقتداری اثر محسوس ہوتا تھا میں نے اس
وقت بھی وہ اثر خاص طور پر محسوس کیا اور میرے دل کو اس وقت ایک غیبی تحریک کی
بنا پر محسوس ہوا کہ ان کا بیٹا زندہ بھی ہے اور انہیں مل بھی جائے گا۔
اس کے بعد میں نے ایک روحانی تحریک کی بنا پر انہیں ایک تعویذ لکھ دیا۔
اور تلقین کی کہ کسی پتھر کی سل کے نیچے دبا دیا جائے۔ انشاء اللہ تعالےٰ اگر تمہارا لڑکا
زندہ ہے تو ضرور چالیس روز کے اندر اندر تمہیں اس کی اطلاع مل جائے گی چنانچہ
ابھی اس تعویذ کے لکھنے پر پندرہ دن ہی گذرے تھے کہ ان کے لڑکے کی چٹھی آگئی کہ میں
زندہ ہوں اور لاہور کے پاس فلاں جگہ پر مقیم ہوں اور میں عنقریب آجاؤں گا۔ یہ چٹھی
جب ان لوگوں کو ملی تو ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور اس تعویذ کے اثر پر وہ
حیرت زدہ ہو گئے۔

موضع پیرکوٹ ثانی کا ایک واقعہ

ایسا ہی موضع پیرکوٹ ثانی تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ جہاں میرے سسرال
ہیں وہاں میں ایک دفعہ گھر سے باہر جنگل کی طرف گیا تو وہاں ایک آدمی کو جو کھیت
سے چارہ کاٹ رہا تھا میں نے اُسے روتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہائے
میرے خدا بخشا! ہائے میرے خدا بخشا! میں تجھے کہاں ڈھونڈوں اور کہاں تلاش
کروں۔ میں نے جب اُس کی یہ چیخ و پکار سنی تو کسی آدمی سے پوچھا کہ یہ کون ہے تو
اس نے بتایا کہ یہ علی محمد نمبلاری ہے۔ اس کا ایک ہی نوجوان لڑکا ہے جو آٹھ نو ماہ ہوئے
گھر سے بھاگ گیا ہوا ہے اس کی وجہ سے یہ بے چارہ اس طرح پاگلوں کی طرح روتا رہتا
ہے میں نے یہ بات سنی تو گھر چلا آیا تو دوسرے دن ہی علی محمد اور اس کی بیوی میری بیوی
کے بڑے بھائی حکیم محمد حیات صاحب کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ آپ ہماری

سفارش کردیں کہ مولوی صاحب ہمیں خدا بخش کے لئے کوئی تعویذ کر دیں یا دعا فرماویں تاکہ ہمارا لڑکا واپس آجائے۔ برادرم حکیم صاحب نے جب ان کی سفارش کی تو میں نے اُنہیں بھی ایک تعویذ لکھ دیا اور کہا کہ اس تعویذ کو اپنے مکان کے تاریک گوشہ میں کسی پتھر کے نیچے رکھدیں انشاء اللہ اگر خدا بخش زندہ ہوا تو چالیس دن کے اندر اندر ضرور اس دعا کی برکت سے آجائیگا ہاں اگر چالیس دن کے بعد آئے تو سمجھنا کہ یہ میری دعا و تعویذ کا اثر نہیں ہے۔ چنانچہ ابھی آٹھ دن ہی گذرے تھے کہ خدا بخش گھر آگیا اور اسکے بوڑھے ماں باپ نہایت خوش ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اب یہ لڑکا میاں خدا بخش مخلص احمدی اور پُرجوش مبلغ ہے۔

موضع سہاوا کا ایک واقعۂ عبرت

ایک دفعہ میاں محمد صدیق صاحب نے جو بابو فخر الدین صاحب مرحوم کے برادر زادہ ہیں مجھ سے اور حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے ننہال موضع سہاوا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے اکثر لوگ چونکہ جاٹ قوم کے ہیں۔ اس لئے آپ دونو بزرگان میرے ساتھ چلیں اور وہاں تبلیغ کریں ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کے ذریعہ ان لوگوں میں سے کسی کو احمدیت کی توفیق دیدے۔ چنانچہ میں اور حافظ صاحب رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ موضع سہاوا پہنچے اور اس گاؤں کے چوپال میں جا بیٹھے وہاں کچھ لوگ پہلے ہی جمع تھے ہمارے جاتے ہی اچھا مجمع ہو گیا اور وہاں کے ایک غیر احمدی مولوی محمد صدیق سے بحث شروع ہو گئی۔ اس بحث کے دوران میں ان لوگوں نے یہ شرارت کی کہ جب مولوی محمد صدیق باتیں کرتا تو وہ لوگ خاموشی سے سنتے مگر جب ہم گفتگو شروع کرتے تو وہ لوگ شور مچاتا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان اقدس میں گستاخیاں کرنا شروع کر دیتے اور ان شریر لوگوں میں جو شخص اس وقت سب سے پیش پیش تھا اس کا نام محمود لدشاہ تھا۔ اس شرارت کی روک تھام کے لئے اور طرز گفتگو کو بدلنے کیلئے جب ان لوگوں کو میاں محمد صدیق احمدی اور ان کے نانا صاحب جو شریف غیر احمدی اور اس گاؤں کے پیش امام تھے نے توجہ دلائی

تو اس پر پھر بھی ممّو ولد شاہو جھک کر بولا سُن او ملّاں! اگر تم نے ان مرزائیوں کی حمایت کی تو پھر اس گاؤں میں تم نہیں رہ سکو گے قرآن کے مولوی سے ہمارے حافظ وزیرآبادی صاحب نے قرآن مجید سے جب وفات مسیح کے دلائل سنانے شروع کئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو پیش کرنا چاہا تو پھر وہی شور و شغب پیدا ہو گیا اور ان کے مولوی نے پھر قرآن مجید ہاتھ میں لے کر اس کے ترجمہ کے حاشیہ سے حیات عیسیٰ اور آسمان کی طرف جانا ثابت کرنا شروع کر دیا میں نے جب اس مولوی کے اس ترجمہ کو سنا تو لوگوں کو بتایا کہ یہ ترجمہ کوئی وحی الٰہی اور الہام کے ماتحت نہیں بلکہ یہ تو کسی مولوی صاحب کا لکھا ہوا ایک حاشیہ ہے۔ مگر ہمارے حافظ صاحب کے دلائل قرآن مجید اور احادیث سے سنائے گئے ہیں چنانچہ اس کے بعد جب میں نے بسط سے ان دلائل کو پھر سے دوہرایا تو اس پر موضع کلسیاں کے ایک ذیلدار نے کہا کہ واقعی جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا کلام ہے صحیح تو وہی ہو سکتا ہے اور مسلمانوں پر بھی یہی فرض ہے کہ وہ اللہ اور رسولؐ کے کلام کو سب کلاموں سے زیادہ سچا سمجھیں اور قبول کریں۔ اس کے بعد میں نے مولوی محمد صدیق کو یہ بھی کہا کہ اگر واقعی آپ قرآن مجید کے اس ترجمہ اور حاشیہ کو وہی مرتبہ دیتے ہیں جو کلام الٰہی اور احادیث کو حاصل ہے تو یہ بات ہمیں تحریر کر دیں چنانچہ مولوی مذکور کو کاغذ اور قلم دوات بھی دی گئی مگر ان کو یہ بات لکھنے کی جرأت نہ ہوئی جس کی بناء پر پھر میں نے لوگوں کو توجہ دلائی کہ دیکھو یہ ترجمہ خدا اور رسول کے کلام کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتا اور اس میں سہو و خطا کا امکان ہے کیونکہ یہ عام انسانوں کا کلام ہے جب اس بات کی عام مجمع کو سمجھ آ گئی تو ممّو ولد شاہو پھر غضبناک ہو کر اُٹھا اور میاں محمد صدیق صاحب احمدی کو مخاطب ہو کر کہنے لگا تو ان مرزائیوں کو ہمارے گاؤں میں کیوں لایا ہے اسی وقت ان کو لے جا اور خود بھی ان کے ساتھ چلا جا۔ میں نے اسے کہا ہم تو پہلے ہی جانے والے ہیں اور ہمیں آپ پر کوئی افسوس نہیں اگر افسوس ہے تو آپ کے علماء پر جنہوں نے آپ لوگوں کو اپنی کھیتی بنایا ہوا ہے اور تربیت نہیں کرتے بتاؤ کیا یہی خلق محمدی کا نمونہ ہے جو آپ لوگوں نے دکھایا ہے اور کیا اسی نمونہ کی بناء پر آپ لوگ اپنے آپ کو مسلمان اور ہمیں کافر سمجھتے ہیں۔

اس پر ذیلدار نے کہا واقعی آپ کی جماعت پر حضرت مرزا صاحب کی تعلیم و تربیت اور

تنظیم کا بہت ہی گہرا اثر ہے۔ اس کے بعد ہم تو وہاں سے چلے آئے مگر خدا تعالےٰ کی قہری تجلی نے ممو ولد شاہو کو تیسرے دن ہی اچانک ہیضہ سے پکڑا اور وہ اس جہان سے کوچ کر گیا اور اس کے بعد موضع مذکور پر خدا تعالےٰ نے طاعون کا ایسا عذاب مسلط کیا کہ گھروں کے گھر تباہ و ویران ہو گئے! اور وہ جگہ جہاں یہ لوگ کسی احمدی کو دیکھنا نہیں چاہتے تھے وہاں چوہدری علی محمد اور چوہدری محمد صالح وغیرہما مخلص افراد کو اللہ تعالےٰ نے احمدی بنا دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

موضع چھوانوالی کا ایک واقعہ اور ایک علمی بحث

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت راشدہ کے بعد اللہ تعالےٰ نے مجھے ضلع گجرات کے اکثر دیہات میں دس سال تک آنریری تبلیغ کرنے کا موقع عطا فرمایا ہے جو میرے لئے موجب راحت اور عین سعادت ہے اس زمانہ میں ضلع گجرات اور بعض دیگر علاقوں کے اکثر علمائے بھی میں نے مباحثات کئے ہیں چنانچہ ان علماء میں سے مولوی شیخ احمد ساکن دھریکاں تحصیل پھالیہ مولوی قطب الدین ساکن چک میانہ مولوی محمد ابراہیم ساکن سینتھل۔ مولوی محمد الدین ساکن جانو چک۔ مولوی احمد الدین ساکن یاد ڈھہاں ضلع جہلم مولوی محمد چراغ چکوڑوی۔ مولوی سید عبد الکریم شاہ نگو والیہ میاں محمد عالم ساکن دھدر ہا۔ چوہدری الٰہی بخش ساکن گڈہو۔ مولوی غلام احمد مولوی فاضل ساکن چوکالیاں۔ سید عمر شاہ ساکن گجرات۔ مولوی غلام احمد ساکن ڈوگہ تہال مولوی محمود گنجوی۔ مولوی محمد حسین مولوی فاضل ساکن کولو تارڑ ضلع گوجرانوالہ مولوی محمد عظیم ساکن گکھڑ مولوی قاضی سلطان محمود ساکن آہی اعوان ضلع گجرات وغیرہم ہیں جنکے ساتھ میرے مباحثات ہوئے ہیں اور اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنے فضل و کرم سے ہمیشہ ان لوگوں پر فتح نصیب فرمائی ہے۔

ایک دفعہ جب میں موضع رجوعہ میں تبلیغ کی غرض سے گیا ہوا تھا تو ایک ہفتہ کے بعد میرے پاس تین علماء پہنچے اور مجھے اپنے ساتھ موضع چھوانوالی جانے کے لئے کہا میں نے ان سے وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ موضع مذکورہ میں ایک شخص چوہدری

صاحبداد خاں ہے جو کیسر شاہی طریق کا رند اور بدعتی فقیر ہے وہ مثنوی مولانا روم
کو اپنا قرآن سمجھتا ہے اور ولی اللہ کا درجہ نبی اور رسول سے بھی بڑھ کر بتاتا ہے
اور کئی لوگ اس کے معتقد بھی ہو چکے ہیں اب تمام علاقہ کے علما اس کے گاؤں
میں جمع ہوئے ہیں تاکہ اس کو اس زندقہ و الحاد سے توبہ کرائیں اور اگر وہ توبہ نہ
کرے تو پھر اس پر کفر کا فتوٰی لگا کر لوگوں کو اس کے شر سے محفوظ کیا جائے۔ اور
ہم آپکی خدمت میں بھی اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ بھی اس اسلامی جہاد میں
حصہ لیں اور ہماری امداد فرمائیں ہم نے تو آپ کو لانے کے لئے آپکے گاؤں باجیکی
جانا تھا مگر ہمیں کسی سے معلوم ہوگیا کہ آپ رجوعہ آئے ہوئے ہیں اب آپ ہمارے
ساتھ ضرور تشریف لے چلیں۔ میں نے انہیں بتایا کہ اسجگہ پر جس قدر علما جمع ہونگے
وہ حنفی اور سنی ہونگے جن کے نزدیک ہم اور ہمارا پیشوا پہلے ہی کافر خیال کئے جاتے ہیں
اس لئے اس موقعہ پر آپکا ایک کافر سے استمداد کرنا اچھا نہیں اس پر انہوں نے
کہا کہ ہم تو مرزا صاحب جیسے بزرگ کو جس نے تمام عیسائیوں، آریوں اور دیگر فرقہ ہائے ضالہ کا ناطقہ
بند کر دیا ہے اسلام کا سچا خیر خواہ اور جاں نثار سمجھتے ہیں اور ایسے تمام خبیث مولویوں
کو جنہوں نے آپ پر کفر کا فتوٰی لگایا ہے خود کافر سمجھتے ہیں آپ ہمیں ایسا خیال نہ فرمائیں اور
براہ مہربانی ہمارے ساتھ تشریف لے چلیں میں نے جب ان کی یہ باتیں سنیں
تو اسی وقت بعض احمدی احباب کی معیت میں گھوڑیوں پر ان کے ساتھ موضع
چھور انوالی روانہ ہوگیا جب ہم سب دوست وہاں پہنچے تو وہاں لوگوں کا بہت
اژدھام پایا۔ چوہدری صاحبداد نے جب ہمیں دیکھا تو اسی وقت اپنے نوکروں
کو کہا کہ احمدی صاحبان کی گھوڑیاں باندھو اور ان کو چارہ دانہ کھلاؤ۔ اور اسی
وقت پلنگ بچھا کر ہمیں اپنے پاس بیٹھنے کو کہا۔ میں نے چوہدری صاحبداد سے
پوچھا یہ کیا معاملہ ہے اس نے بتایا کہ بعض علماء نے کسی کے کہنے پر کہ میں ولی اللہ
کا درجہ نبی اللہ سے افضل سمجھتا ہوں ان لوگوں کو ہمارے گاؤں میں جمع کیا ہے۔
اور مجھے کہا کہ آپ اس ملحدانہ عقیدہ سے توبہ کریں ورنہ ہم آپ پر کفر کا فتوے
لگائیں گے۔ میں نے ان کے جواب میں علماء کے سامنے یہ بات پیش کی ہے کہ ولی اللہ
کے کیا معنے ہیں اور رسول اللہ کے کیا معنی ہیں انہوں نے کہا ہے کہ ولی اللہ کے

معنے خدا کا دوست ہے اور رسول کے معنے خدا کا ایلچی ہے اس کے بعد میں نے تمام لوگوں کے سامنے ان علماء سے پوچھا ہے کہ اب آپ خدارا بتائیں ان دو میں سے مرتبہ کے لحاظ سے کون افضل ہوتا ہے ایلچی یا دوست تب سب لوگوں نے یک زبان ہو کر بتایا ہے کہ واقعی ایلچی کے مقابلہ میں دوست کا مرتبہ بڑا ہوتا ہے۔ اب جبکہ یہ علماء کرام اپنے کئے ہوئے معنوں سے شرمندہ ہو چکے ہیں تو مجھے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے آپ کو بلایا ہے سو آپ تو جانتے ہی ہیں کہ ان علماء نے مجھے تو اب کافر بنایا ہے مگر آپ کے متعلق تو بہت پرانا فتوے ہے کہ آپ کافر ہیں۔ ان علماء نے جب چوہدری صاحبداد کی یہ بات سنی تو بلند آواز سے کہا کہ یہ بالکل جھوٹ ہے ہم نے کبھی بھی مولوی راجیکی صاحب کو کافر نہیں کہا اور نہ ہی ان کے مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے متعلق کبھی کوئی ایسا فقرہ بولا ہے۔ میں نے کہا الحمد للہ کہ آپ لوگوں نے اپنے فتوئے کفر سے رجوع کر لیا ہے۔ اس کے بعد جب تمام علماء نے یک زبان ہو کر مجھے اپنی نمائندگی کا حق دیا تو چوہدری صاحبداد نے کہا کہ اچھا اگر مولوی صاحب ان معنوں کے علاوہ کوئی اور معنے کریں گے تو کیا وہ آپ لوگوں کو منظور ہوں گے۔ سب لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہاں وہ معنے ہمیں منظور ہیں۔

ولی اللہ اور رسول اللہ کے الفاظ کی تشریح

جس وقت سب علماء اور حاضرین نے مجھے نمائندگی کا حق دیا تو میں نے چوہدری صاحبداد کو بتایا کہ میرے نزدیک رسول اللہ قرآن کریم کی رو سے وہ ہستی ہوتی ہے جو انسان میں سے مستفیض من اللہ بلا واسطہ ہو اور ولی اللہ وہ ہستی ہے جو مستفیض من اللہ بواسطۃ الرسول ہو یا بالفاظِ دیگر انسانوں میں سے رسول اللہ وہ ہستی ہے جو متبوع الاولیاء ہو اور ولی اللہ وہ ہستی ہے جو تابع الرسول ہو چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے متبعین اولیاء کے حالات پر نظر ڈالنے سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آسکتی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس قدر بھی اولیاء

آپ کی اُمت میں پائے جاتے ہیں یا پائے جائیں گے وہ نہ آپ کی پیروی کے بغیر ولی ہوئے ہیں اور نہ ہو سکیں گے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ و من یطع اللّٰہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔ اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ مرتبہ ولایت رسول کی شریعت پر عمل کرنے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون یعنی اس حقیقت سے آگاہ رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو کسی قسم کا خوف اور حزن نہیں ہوتا اور ایسے اولیاء کی علامت یہ ہے کہ وہ اللہ اور رسول کی شریعت کے احکام پر سچے دل سے ایمان لاتے ہیں اور تقویٰ شعار ہوتے ہیں۔

میرا یہ تشریح کرنا ہی تھا کہ سب مولوی صاحبان جوش سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور چوہدری صاحب داد کو کہنے لگے بتاؤ اب تمہیں کوئی اعتراض ہے۔ چوہدری صاحبداد نے جب ان علماء کی یہ تعلّی دیکھی تو اونچی آواز سے کہا چپ رہو! مرزائیوں کے فضلہ خوارو! اگر احمدی مولوی صاحب یہ تشریح نہ کرتے تو تمہارا علم تو لوگوں پر ظاہر ہو ہی گیا تھا۔

القصیدۃ العربیہ بالصنعۃ المتضادۃ

۱۹۲۶ء میں جب میں کراچی میں بسلسلہ تبلیغ مقیم تھا تو دو عربوں کے ساتھ تبلیغی گفتگو کا موقعہ میسر آیا۔ جب میں نے ان کے سامنے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزانہ عربی کلام کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ عام طریق پر تنظیم کلام تو اکثر اہل علم کر لیتے ہیں۔ کیا حضرت مرزا صاحب نے کوئی غیر منقوطہ یا منقوطہ کلام بھی تحریر فرمایا ہے۔ میں نے اس پر کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام تو اپنی فصاحت و بلاغت میں معجزانہ حیثیت رکھتا ہے اور اہل زبان بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکے۔ باقی رہا منقوطہ یا غیر منقوطہ کلام تو وہ حضورؑ کے ادنیٰ خدام بھی کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ میں نے مندرجہ ذیل قصیدہ کہہ کر ان کے سامنے پیش کیا جس سے وہ بہت متحیّر و متاثر ہوئے۔ اس قصیدہ کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

بِذَا الْغَيْضِ يُغِيثُ بِغَيْثٍ فَيْضٍ
بِفَيْضٍ نَبْتَغِي يُغْنِي فَنُثْنِي
نَبِيٌّ يُغْنِيَنَّ بِفَيْضِ غَيْبٍ
خَزِينَةُ فَيْضٍ ذِي فَيْضٍ نَبِيٍّ
نَبِيٌّ يَجُذُّ بَنَّ بِجَذْبِ غَيْبٍ
لِتَنْجِيَةٍ فَيْضٍ بِبِنْيَةٍ بِجَذْبٍ
تَقِيٌّ فِي بَنِي غَنِيٍّ نَقِيٌّ
بِتَنْظِيفٍ بِتَخْفِيفٍ بِتَثْبِيتٍ
شَفِيقٌ يُشْفِقَنَّ بِذَبِّ شَيْنٍ
بِفِتْنَةٍ عَنْ ذِي نَزْغٍ شَقِيٍّ
يُجَنِّبُ فِتْنَةً يُنْجِي تَقِيًّا
يُغِيثُ بِفَيْضٍ بِنْيَةٍ شَفِيقًا
يَذُبُّ تَذَبْذُبًا يَشْفِي يَقِينًا
شَقِيٌّ ثَنَّ فِي زَيْنٍ بِشَيْنٍ
شَقِيٌّ تَبَّ فِي بَغْيٍ بِزَيْغٍ
خَبِيثٌ يَبْتَغِي غَيًّا يُخَيِّبُ
تَقِيٌّ يَتَّقِي فِي غَيْبِ غَيْبٍ
يُنِيبُ بِخَشْيَةٍ يَبْغِي نَجِيًّا
بِغَيْظٍ تَخْيِيبِ شَانِئٍ غَبِيٍّ
بِغَيْضٍ فِي نَبِيٍّ خِزْيٌ شَنِيعٌ
لِغَيْظٍ خَيْبَةٌ ضِيقٌ بِضِيقٍ

شَقِيٌّ يُبْغِضَنَّ بَنِي نَبِيٍّ
تَبَيَّنَ زِينَةٌ بِبَنِي نَبِيٍّ
نَجِيبٌ نُخْبَةٌ فِي زِيِّ زَيْنٍ

إِلٰهُ الْكُلِّ عَمَّ لَهُ الْعَطَاءُ
عَلَى مُعْطِ الْمَرَامِ لَهُ الْوَلَاءُ
هُوَ الْمَوْلَى وَسَائِلُهُ الْوَرَاءُ
لِأَشْوَاءِ الْقَصَدَى كَأْسٌ وَمَاءُ
أَسَاسًا لِلْهُدَى وَلَهُ اللِّوَاءُ
رَسُولُ اللهِ أَحْمَدُ مُدَّ عَاءُ
وَمُمْسِكُ الْهُدَى أَمْلَى الْوِعَاءُ
مُطَهَّرٌ هُمْ وَمُصْلِحُ مَا أَسَاءُ
لِدَاءِ السُّوءِ آسٍ وَالدَّوَاءُ
لِرُوحِ اللهِ إِطْرَاءٌ مُرَاءُ
دَلَائِلُهُ سَلَامٌ وَالدُّعَاءُ
وَلِلْإِسْلَامِ سِلْمٌ لَا مِرَاءُ
لَهُ عِلْمُ الْهُدَى وَلَهُ الدَّهَاءُ
وَالْحَمْدُ مَا رِدًا وَعَدَى الْهَوَاءُ
وَأَرْدَاهُ الْمَهَالِكُ وَالْعَمَاءُ
وَأَكَلَ السُّمَّ سُوءٌ وَالرَّدَاءُ
هَدَاهُ اللهُ سَلَّمَهُ الْهُدَاءُ
صِرَاطُ اللهِ سَالِكُهُ السُّهَاءُ
أَسَاءَ مُكَلِّمًا وَرَمَى الْعِدَاءُ
وَلِلْحُسَّادِ وَالْأَعْدَاءِ صَلَاءُ
لَهُمْ مِمَّا يَشِهِ الْحَارُ الدِّلَاءُ

وَرَامُوا آلَ أَحْمَدَ هُمْ عَلَاءُ
وَلِلْمَحْمُودِ حَمْدٌ وَالْعُلَاءُ
هُوَ الْمَوْلُودُ أَكْرَمَهُ السَّمَاءُ

موضع مکھنانوالی کا ایک واقعہ اور کرشمۂ قدرت

ایک دفعہ سید عادل شاہ صاحب رضی اللہ عنہ نے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور بڑے مخلص احمدی تھے یہ خواہش ظاہر کی کہ ان کے گاؤں موضع مکھنانوالی میں ایک تبلیغی جلسہ کیا جائے جس میں تمام گرد و نواح کے احمدی احباب اکٹھے ہوں تاکہ اس جلسہ کے ذریعہ ایک تو احمدیت کی تبلیغ ہو اور دوسرے احمدی احباب کی ملاقات بھی ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے جلسہ کی تاریخ مقرر کی اور ہم سب احمدی موضع مکھنانوالی پہنچ گئے۔ دوران جلسہ میں میری بھی تقریر ہوئی اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ اور دلائل کے متعلق قرآن کریم اور احادیث نبویہ اور اقوالِ ماثورہ میں سے ثبوت پیش کئے گئے۔ ان تقریروں کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ اثر ہوا کہ بعض غیر احمدیوں نے حضرت مسیحؑ کی وفات کا مسئلہ تو تسلیم کر لیا اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت بھی انہیں حسن ظنی پیدا ہو گئی اور وہ نفرت اور کراہیت جو علمائے مکفرین کے فتاویٰ کی وجہ سے ان لوگوں میں پائی جاتی تھی۔ بہت حد تک دور ہو گئی۔ ہم نے چونکہ ان تقریروں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات اور بعض نشانوں کا بھی ذکر کیا تھا اس لئے جلسہ کے برخاست ہونے کے بعد جب ہم سب دوست نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں آئے تو ہمارے پیچھے اس گاؤں کے دو ماچھی سقہ قوم کے فرد بھی آ گئے اور پکار پکار کر کہنے لگے کہ مہدی اور مسیح کا دعوےٰ تو کیا جاتا ہے مگر نور اور یقین اتنا بھی نہیں کہ کوئی کرامت دکھا سکیں۔ میں نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے پوچھا تمہاری اس سے کیا مراد ہے۔ تب ان میں سے ایک نے کہا کہ میرا بھائی قریباً ڈیڑھ سال سے ہچکی کے مرض میں مبتلا ہے۔ طبیبوں اور ڈاکٹروں کے علاج سے بھی اُسکو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ میں نے کہا تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ اگر آپ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دعا کراتے اور اس کو کوئی فائدہ نہ ہوتا تو اعتراض بھی تھا اب ہم پر کیا اعتراض ہے۔ اس نے کہا تو پھر آپ ہی کچھ احمدیت کا اثر دکھائیں تاکہ ہم بھی دیکھ لیں کہ احمدی اور غیر احمدی لوگوں میں کیا فرق ہے۔ میں نے کہا کہ اچھا یہ بات ہے تو لاؤ

کہاں ہے تمہارا مریض۔ چنانچہ اسی وقت اس شخص نے اپنے بھائی کو جو پاس ہی بیٹھا کراہ رہا تھا میرے سامنے کھڑا کر دیا۔ خدا کی حکمت ہے کہ اس مریض کا میرے سامنے آنا ہی تھا کہ میں نے ایک غیبی طاقت اور روحانی اقتدار اپنے اندر محسوس کیا اور مجھے یوں معلوم ہونے لگا کہ میں اس مرض کے ازالہ کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک اعجاز نما قدرت رکھتا ہوں چنانچہ اسی وقت میں نے اس مریض کو کہا کہ تم میرے سامنے ایک پہلو پر لیٹ جاؤ اور تین چار منٹ تک جلد جلد سانس لینا شروع کر دو (یہ بات میں نے ایک الہامی تحریک سے اسے کہی تھی) چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد میں نے اسے اُٹھنے کے لئے کہا۔ جب وہ اُٹھا تو اس کی ہچکی بالکل نہ تھی۔ اس کرامت کو جب تمام حافظوں نے دیکھا تو حیرت زدہ ہو گئے اور وہ دونو بھائی بلند آواز سے کہنے لگے کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا صاحب واقعی سچے ہیں اور ان کی برکت کے نشان واقعی نرالے ہیں۔ اس کے بعد حکیم علی احمد صاحب احمدی رضی اللہ عنہ جو ایک عرصہ تک اس مرض کا علاج کر کے مایوس ہو چکے تھے مجھے کہنے لگے آپ نے تو کمال دکھایا ہے میں نے کہا یہ تو احمدیت کا کمال ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے یہ نشان ظاہر کیا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

دل کی نماز

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہدِ مبارک میں ایک دفعہ ملامتی فقیروں کی ایک ٹولی موضع سعد اللہ پور ضلع گجرات میں وارد ہوئی۔ لوگوں نے جب ان فقیروں کی بے دینی کے حالات ملاحظہ کئے اور بعض مسائل کے متعلق ان سے گفتگو بھی کی تو ان کے سرگروہ فقیر نے جو بڑا چالاک اور ہوشیار آدمی تھا سب کو لاجواب کر دیا۔ اتفاق سے انہی دنوں میں بھی اس گاؤں میں گیا تو مجھے بھی بعض دوستوں نے ان کے حالات سے آگاہ کرتے ہوئے ان سے گفتگو کرنے کو کہا۔ چنانچہ میں بھی صبح کے وقت چند دوستوں کے ہمراہ ان کے پاس پہنچا اور ان لوگوں سے مسائلِ مخصوصہ کے متعلق گفتگو کی دورانِ گفتگو میں جب نماز کے متعلق بات چلی

تو ان لوگوں کے سرگروہ نے کہا کہ نماز تو دراصل دل کی ہوتی ہے ورنہ ظاہری نماز تو کافر اور منافق انسان بھی پڑھ سکتا ہے۔ اس کے جواب میں میں نے انہیں بتایا کہ اگر دل کی نماز سے تمہاری یہی مراد ہے کہ اس کی ادائیگی میں ظاہری ارکان کی چنداں ضرورت نہیں تو ایسی نماز ہمارے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت سے تو ثابت نہیں ہوتی کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاں نماز کیلئے حضورِ قلب کی شرط لگائی ہے وہاں آنحضرت صلعم نے اپنے اسوۂ حسنہ سے اس کے ظاہری ارکان کی پابندی کو بھی ضروری قرار دیا ہے۔ بلکہ حدیث شریف میں تو نماز کے تارک کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فتوے دیا ہے کہ

مَنْ ترکَ الصَّلوٰۃَ مُتَعمِّداً فقدْ کفرَ یعنی جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی وہ یقیناً کافر ہو گیا۔ اور ایک جگہ فرمایا۔

الفرقُ بینَ العبدِ المؤمنِ والکافرِ ترکُ الصلوٰۃ کہ مومن اور کافر انسان کا امتیاز نماز چھوڑنے سے ہو جاتا ہے

ایسا ہی قرآنِ مجید میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز جب اہلِ جنت دوزخیوں سے دوزخ میں جانے کی وجہ دریافت کریں گے تو اس کے جواب میں دوزخی اپنا سب سے پہلا جرم یہی بتائیں گے کہ۔ لم نکُ مِنَ المصلّین یعنی ہم وہ نماز جو حضورِ قلب اور ارکانِ مخصوصہ پر مشتمل تھی ادا نہیں کیا کرتے تھے پس مسلمان ہوتے ہوئے نماز کے متعلق یہ خیال کرنا کہ اس کا تعلق محض دل سے ہے اور قیام و رکوع اور سجود و قعود سے وابستہ نہیں یہ بات صحیح نہیں ہے

اس کے بعد میں نے مثال کے طور پر انہیں یہ بھی سمجھایا کہ انسان دراصل محض روح یا محض جسم کا نام نہیں بلکہ روح اور جسم کے مرکب کا نام ہے یہی وجہ ہے کہ انسان کی روح جہاں اس کے جسمانی مؤثرات سے متاثر ہوتی ہے وہاں اس کا جسم بھی اس کے روحانی موثرات سے متاثر ہونے پر مجبور رہے۔ پس یہ خیال کرنا کہ دل میں تو اللہ تعالےٰ کی محبت اور عظمت کا جذبہ موجود ہو مگر جسم اور اس کے اعضاء جوارح پر اس کا کوئی اثر نہ ہو درست نہیں ہے۔

ان مختصر دلائل کے بعد میں نے ان فقیر دل کو سمجھایا کہ فقیری اور تصوف دراصل

یہ نہیں جو آپ لوگ سمجھ رہے ہیں بلکہ فقیری تو حقیقت میں یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو شریعت کے قالب میں ڈھال لے اور مجاہدات اور ریاضتوں سے اپنے نفس کے آئینہ کو بالکل صاف کر کے طریقت، حقیقت اور معرفت کی منزلوں کو طے کرے اور جس طرح دودھ کو جامن لگانے کے بغیر دہی اور دہی کو بلونے کے بغیر مکھن اور مکھن کو آگ پر تپانے کے بغیر گھی نہیں بنتا اس طرح انسانی فطرت کے دودھ کو بھی جامن لگانے کے بغیر دہی یعنی طریقت اور دہی کو بلونے یعنی اپنے آپ کو مجاہدات اور ریاضتوں میں ڈالنے کے بغیر مکھن یعنی حقیقت اور مکھن کو آگ پر تپانے کے بغیر یعنی اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کی آتشِ عشق میں جلانے کے بغیر گھی یعنی خدا تعالےٰ کی معرفت حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے انسان کو چاہیئے کہ وہ ان مدارج اربعہ کو حاصل کرنے کے لئے سب سے اول شریعت پر عمل پیرا ہو کیونکہ اسکے بغیر کوئی روحانی مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ ان مدارج اربعہ کے ضمن میں جب میں نے انہیں مومنوں کے مدارج اربعہ یعنی نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالح اور جنت کی چار نہروں کی حقیقت اور اللہ تعالےٰ کی صفاتِ اربعہ رب۔ رحمٰن۔ رحیم اور مالکِ یوم الدین کا فلسفہ بھی سمجھایا اور یہ بھی بتایا کہ خدا تعالیٰ کی یہ چاروں صفتیں دراصل اس کے اسم ذات یعنی اللّٰہ کے چاروں حروف کے قائمقام ہیں جو سورۃ فاتحہ میں الحمد للّٰہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین کے الفاظ میں پائی جاتی ہیں اور پھر اللّٰہ کے اسم ذات میں یہ بھی ایک خوبی ہے کہ اس کے چار حروف یعنی ا۔ ل۔ ل۔ ہ میں اگر پہلا۔ دوسرا اور تیسرا حرف حذف بھی کر دیا جائے تو پھر بھی اس اسم کی معنویت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ چنانچہ الف حذف کرنے کی صورت میں باقی حروف کا تلفظ لِلّٰہ رہ جائے گا جس کے معنی لِلّٰہ ما فی السمٰوات والارض کی صورت میں یہ ہوئے کہ آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ ایسا ہی دوسرا حرف حذف کرنے سے باقی لَہٗ رہ جائے گا۔ جس کے معنوں میں پھر خدا تعالےٰ ہی کی طرف اشارہ ہے ایسا ہی تیسرا حرف حذف کرنے سے باقی ہُو رہ جائے گا اس صورت میں بھی خدا تعالیٰ کی طرف ہی اشارہ پایا جاتا ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ دیگر خوبیوں کے علاوہ اللہ تعالےٰ کے اسم

ذات میں ایک یہ بھی کمال ہے کہ اس کے جملہ حروف سراسر حکمت اور معرفت پر مبنی ہیں۔
خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ جب ان فقیروں نے میری یہ باتیں سنیں تو اس وقت ان کے
سرگروہ پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ اس نے اسی وقت اپنے تمام کانچ کے گجرے وغیرہ
توڑ دیئے اور اپنے تمام چیلوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ مجھے آج اسلام اور فقر
کی سمجھ آگئی اس لئے نہ میں آج سے تمہارا پیر ہوں اور نہ تم میرے مرید ہو اس لئے
تم لوگ اسی وقت مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ اور یہ تمام ساز و سامان اور چیزیں لے
کر چلے جاؤ۔ چنانچہ اس کے بعد واقعی وہ شخص ان سے علیحدہ ہو گیا اور پھر اسی
وقت اس نے ظہر و عصر کی نماز ہمارے ساتھ ادا کی اور اس کے بعد گاؤں کے
لوگوں نے اسے کچھ رقم اکٹھی کر دی اور وہ کہیں چلا گیا۔

جامِ وحدت

ایسا ہی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہدِ مبارک میں ملاحی
فرقہ کا ایک سید مسمّی پیر شاہ ہمارے گاؤں موضع راجیکی میں آیا اور چونکہ ہمارے
گاؤں کا نمبردار اس کا معتقد تھا اس لئے اس نے آتے ہی اس کے گھر میں
ڈیرہ جما لیا اور شراب اور بھنگ کا دَور چلنا شروع ہو گیا۔ علاوہ ازیں اس
کے ساتھیوں نے جن میں کچھ مرد اور عورتیں بھی شامل تھیں ڈھولک پر یہ شعر بھی
گانا شروع کر دیا کہ ؎

کھٹ کے لسیا ندیاں سلاتیاں
کنجیاں بہشت دیاں ہتھ پیر شاہ دے آئیاں

اس شعر کا پہلا مصرعہ تو بے تعلق سا ہے مگر دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ
بہشت کی چابیاں پیر شاہ کو مل گئی ہیں۔ ہمارے گاؤں کے بعض لوگوں نے
جب اس سید کی یہ بے راہ روی دیکھی تو انہوں نے اس سے کہا کہ شاہ
صاحب آپ اچھے آلِ رسول ہیں کہ نماز بھی نہیں پڑھتے اور شراب اور بھنگ
بھی پیتے ہیں۔ کہنے لگے میاں نماز تو خدا تعالیٰ کی درگاہ میں پہنچانے والی ایک

سواری ہے اور سواری اس وقت تک کام دیتی ہے جبتک انسان منزل مقصود تک نہ پہنچے اب تم ہی بتاؤ کہ جب ہم خدا تعالےٰ کی درگاہ میں پہنچ چکے ہیں تو ہمیں اس سواری کی کیا ضرورت ہے۔ گاؤں کے لوگوں نے جب اس کا یہ جواب سنا تو مجھے اس کے پاس لے گئے۔ چنانچہ میرے ساتھ جب اس کی گفتگو ہوئی تو اس نے میرے سامنے بھی یہی ڈھکوسلا پیش کیا بلکہ مزید برآں یہ بھی کہا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ واعبد ربك حتى ياتيك اليقين۔ کہ تو اپنے رب کی عبادت کر یہانتک کہ تجھے یقین حاصل ہو جائے۔ اور اس کے بعد اس نے کہا کہ چونکہ مجھے یقین حاصل ہو چکا ہے لہذا مجھے عبادت کی ضرورت نہیں اس کے بعد اس نے مجھے اپنی ایک سی حرفی بھی سنائی جو اسی قسم کے خیالات پر مبنی تھی اور پھر یہ بھی کہا کہ میرے ساتھ وہ شخص بات کرنے کا حق رکھتا ہے جو میری اس سی حرفی کا جواب لکھ دے۔ میں نے کہا کہ اس سی حرفی کا جواب تو بعد میں دیکھا جائے گا پہلے آپ اپنی پہلی دو باتوں کا جواب سُن لیجئے۔

میں نے کہا کہ شاہ صاحب آپ یہ بتایئے کہ نماز کی یہ سواری جس کے ذریعہ آپ خدا تعالیٰ کی درگاہ میں پہنچ چکے ہیں اور اس کے بعد آپ کو اس سواری کی ضرورت نہیں رہی۔ کیا اس سواری کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی خدا تعالےٰ کی درگاہ میں پہنچے تھے یا نہیں اور کیا یقین کا وہ مرتبہ جو اس نماز کے ذریعہ آپ کو حاصل ہوا ہے اور اس کے بعد آپ کو نماز کی ضرورت نہیں رہی کیا وہ یقین کا مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نماز کے ذریعہ حاصل ہوا تھا یا نہیں۔ اگر اس کے جواب میں آپ یہ کہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس نماز کے ذریعہ خدا تعالےٰ کی درگاہ میں پہنچے ہوئے تھے اور یقین کا مرتبہ بھی انہیں حاصل ہو چکا تھا تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس نماز کو آخری سانس تک نہیں چھوڑا مگر آپ نے اسے ترک کر دیا ہے۔ اس کے بعد میں نے اسے یہ بھی بتایا کہ انسان خواہ عبودیت کے کسی مقام پر پہنچ جائے وہ عبودیت کے دائرہ ہی میں رہتا ہے

اس کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ وحدت الوجود اور ہمہ اوست کے عقیدہ کے مطابق بندہ سے خدا بن جائے اور انسان سے اللہ کہلانا شروع کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ دنیا میں عبودیت کے لحاظ سے کامل و اکمل انسان تھے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کی شہادت کے مطابق اپنے عبد ہونے کا اعلان فرماتے رہے اور ہر ایک نماز میں اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ میں اپنے خدا سے عبدِ کامل بننے کی دعا فرماتے رہے۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کی اس آیت میں بھی کہ یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ یہی بات بتائی ہے کہ انسان کا نفس خواہ امّارہ سے لوّامہ اور لوّامہ سے مطمئنہ بھی کیوں نہ بن جائے وہ "ادخلی فی عبادی" کی رو سے بندوں میں ہی شامل رہے گا خدا نہیں ہو سکتا۔ میرے ان جوابات کو سن کر شاہ صاحب لاجواب ہو گئے اور لوگوں کو بھی سمجھ آ گئی کہ شاہ صاحب کے یہ فقیرانہ ڈھکوسلے جو وحدۃ الوجود سے تعلق رکھتے ہیں صحیح نہیں اس کے دوسرے تیسرے دن پھر میں نے شاہ صاحب کی سی حرفی کے جواب میں ایک سی حرفی لکھی جس کا نام "جامِ وحدت" رکھا۔ یہ سی حرفی جب میں نے شاہ صاحب کو سنائی تو کہنے لگے واقعی آپ کا حق ہے کہ آپ جس طرح چاہیں مجھ سے گفتگو کریں۔ اس سی حرفی کی اس زمانہ میں ضلع گجرات میں عام شہرت تھی اور اسے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہدِ مبارک میں سید عبدالحی صاحب عرب نے شائع بھی کیا تھا اس کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:۔

الف۔ اللہ اکبر شانِ الٰہی برتر وہم خیال کنوں
ایہہ عالم مظہر عکسی شیشہ جیدے عین کمال کنوں
جلوہ ذات صفاتوں ظاہر تے رنگ صفات افعال کنوں
ایہہ کنزاً مخفی دا گھونگھٹ چُکیا قدسی حسن مثال کنوں

ش۔ شہیدا نہے خون تھیں لکھیا ایہہ قصہ رضا محبوب دے الا
ایہنا ں تضرع سالک تھیوں پیر راہ نہ ایہہ مطلوب دے الا

جان نثارن تھیں سے ہووے ایہہ قصہ ابن یعقوب والا
پر کون نثارے قدسی جاناں راہ نہ ایہہ محبوب والا

ص۔ صفت تساڈی کی ہووے ساتھوں ایہہ شان کمال تساڈڑا لے
دو جگ دیوچ دھوم ہے جس دی اوہ حسن جمال تساڈڑا لے
بحر کرم نت ٹھاٹھیں جس دا اوہ جوش افضال تساڈڑا لے
ایہہ دونویں عالم صدقے جس توں اوہ مکھڑا لال تساڈڑا لے

ک۔ کرم ہویا اساں غفلت سُتیاں آن کسے بیدار کیتا
اسکے ستے رات اندھیری آہی اسکے نے لیل ونہار کیتا
اوہ ماہی آیا آون دا سی جس نے عہد اقرار کیتا
قدسی عالم تسے اُتے رحمت دا چھنکار کیتا

میری شادی کی تقریب

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں ضلع گجرات کے جن دیہات میں میرا اکثر آنا جانا تھا ان میں سے ایک موضع رجوعہ تحصیل پھالیہ بھی تھا۔ اس موضع میں میری قوم یعنی وڑائچ جاٹوں کے علاوہ رانٹے قوم کے زمیندار بھی آباد ہیں اور خدا کے فضل سے ان میں سے اکثر افراد احمدی ہیں۔ ابتداء میں جب احمدیوں اور غیر احمدیوں میں اکثر مناظرات ہوا کرتے تھے تو یہاں کے احمدی مجھے ہی غیر احمدی علماء کے مقابلہ کے لئے اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے کئی نئے احمدی بنا کر اس جماعت کو ترقی دی۔ ان احمدیوں میں سے رانٹے قوم کے ایک چوہدری سکندر خاں بھی تھے جو نہایت مخلص احمدی اور بڑے قوی ہیکل جوان تھے۔ انہوں نے ایک دن مجھے ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی جو ہمارے پاس سے گذر رہی تھی دکھائی اور کہا اگر آپ کو یہ لڑکی پسند ہو تو اس کے ساتھ آپ کی شادی کر دی جائے۔ میں نے جب اُن کی یہ بات سنی تو انہیں سمجھایا کہ لڑکیوں کے متعلق اس طرح کی باتیں کرنا درست

نہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ کسی اور کی لڑکی نہیں ہے بلکہ میری اپنی لڑکی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کی شادی آپ سے کر دوں۔ میں نے کہا میں اس وقت تو کچھ نہیں کہہ سکتا البتہ استخارہ کرنے کے بعد آپ کو اس کے متعلق بتا سکتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کی حکمت ہے جب میں نے اس لڑکی کے متعلق استخارہ کیا تو ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ عربوں کے لباس میں میرے سامنے آیا ہے اور مجھے کہتا ہے کہ آپ اس لڑکی سے شادی نہ کریں کیونکہ آپ کے لئے مبارک نہیں ہے۔ میں نے کہا اگر میں خدا کے حضور سجدہ میں گر کر دعا کروں تو کیا پھر بھی یہ لڑکی میرے لئے مبارک نہ ہوگی۔ جسکے جواب میں وہ فرشتہ خاموش ہوگیا۔ میں جب خواب سے بیدار ہوا تو اس خیال سے کہ شاید اس خواب کے بیان کرنے سے چوہدری سکندر خان کو تکلیف ہو خاموش رہا اور جب بھی چوہدری صاحب کی طرف سے مجھے تحریک ہوتی یہی کہتا رہا کہ آپ دعا کرتے رہیں اگر اس لڑکی کا رشتہ میرے لئے بہتر ہے تو میرے ساتھ ہو جائے ورنہ جہاں مناسب ہے وہاں ہو جائے۔ اتفاق کی بات ہے کہ ابھی اس معاملہ پر چھ ماہ ہی گذرے تھے کہ چوہدری سکندر خاں صاحب رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور اس لڑکی کی والدہ اور لڑکے نے اس کی شادی اسی گاؤں کے ایک غیر احمدی زمیندار کے ساتھ کر دی۔ اس شادی کے بعد جب اس لڑکی کے یہاں دو بچے پیدا ہوئے تو وہ بھی فوت ہو گئی اور مجھے خدا تعالیٰ نے اس ابتلاء سے بچا لیا۔

اس واقعہ کے بعد موضع دھدرہا کے چند اشخاص میرے والد صاحب محترم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے کسی ضروری کام کے لئے آپ سے درخواست کی کہ آپ ان کے ساتھ موضع بہت تشریف لے جائیں اور ان کے کسی کام کے لئے سفارش کریں۔ والد صاحب محترم کی بزرگی کی وجہ سے اکثر لوگ اُن کا کہا مان لیا کرتے تھے اس لئے آپ ان لوگوں کے ساتھ جانے پر رضامند ہو گئے۔ اس موقعہ پر آپ نے مجھ سے بھی فرمایا کہ میں بھی آپ کے ساتھ چلوں۔ چنانچہ میں بھی آپ کے ساتھ موضع بہت روانہ ہو گیا۔ جس وقت ہم موضع مذکور میں پہنچے تو وہاں کے ایک شخص میاں ناصر الدین نے والد صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ میری لڑکی جوان

ہو چکی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کی شادی آپ کے اس صاحبزادہ سے کر دوں
والد صاحب نے اس کی درخواست منظور کر لی۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد جب شادی کی
تیاری شروع ہوئی تو میں نے دعا شروع کر دی کہ اے خدا اگر یہ رشتہ میرے لئے بہتر ہے
تو ہو جائے ورنہ مجھے اس کے ابتلاء سے بچالے۔ خدا کی حکمت ہے کہ میری شادی
میں ابھی چند دن ہی باقی تھے کہ اچانک موضع بہت سے اطلاع آئی کہ لڑکی فوت ہو
گئی ہے۔ اس طرح اللہ تعالےٰ نے مجھے اس ابتلاء سے بھی بچالیا۔ اس کے بعد موضع خوجیانوالی
میں میرے والد صاحب کی پھوپھی کی پوتی کے ساتھ میری شادی کی تجویز کی گئی مگر یہ رشتہ
بھی ہمارے گھر کے بعض افراد کی ناپسندیدگی کی وجہ سے ہوتے ہوتے رک گیا۔ اور اس
کی وجہ یہ ہوئی کہ ہمارے انہی رشتہ داروں میں سے ایک نوجوان لڑکا فوت ہو گیا تو
اس کی ماتم پرسی کے لئے میری والدہ ماجدہ اور میرے بڑے بھائی میاں شرف الدین
صاحب ان کے یہاں گئے۔ اس موقعہ پر اگرچہ میری والدہ ماجدہ نے وہی لنگی اور زیور
پہنے ہوئے تھے جو وہ اپنے گھر پر ہمیشہ پہنا کرتی تھیں۔ مگر جب ان عورتوں نے انکے
لباس وغیرہ کو دیکھا تو اس موقعہ کی نزاکت کے لحاظ سے اسے بہت برا منایا اور آپس
میں چہ میگوئیاں شروع کر دیں۔ میری والدہ ماجدہ اور بڑے بھائی کو اس وقت تو ان کی
ان باتوں کا علم نہ ہوا مگر جب یہ اپنے گاؤں واپس لوٹے تو اڑتے اڑتے یہ باتیں ان
کے کانوں میں بھی پہنچیں جنہیں سن کر میرے بھائی صاحب نے بہت برا منایا اور اسی
وقت ان رشتہ داروں کے یہاں پیغام بھیجا کہ تم لوگوں نے چونکہ ہماری ہتک کی ہے
اس لئے اب ہم غلام رسول کا رشتہ تمہارے ہاں کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ خدا
تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اس لڑکی کی شادی بھی آخر ایک اور جگہ ہوئی مگر ابھی دو اڑھائی
سال ہی گذرے تھے کہ یہ لڑکی بھی فوت ہو گئی۔ اور اللہ تعالےٰ نے میری دعاؤں کے
ذریعہ مجھے اس ابتلاء سے بھی بچالیا۔

اس دوران میں اگرچہ مجھے کئی مرتبہ خواب میں دکھایا جاتا کہ میری شادی دریائے
چناب کے اس پار ہوئی ہے اور میری برات میرے ساتھ ہے اور میں شادی پر جا رہا
ہوں اور یہ بھی بتایا گیا کہ میری شادی ایک ایسی لڑکی سے ہوئی ہے جس کا نام صاحبزادی
ہے مگر میں ان خوابوں کی تعبیر کچھ اور ہی سمجھتا رہا۔ انہی دنوں میں نے لائلپور جانے کا ارادہ

کیا تو مولوی غوث محمدؐ صاحب ساکن سعد اللہ پور نے مجھ سے کہا کہ میں اپنے بعض رشتہ داروں کو ملنے کے لئے گوجرانوالہ میں جانا چاہتا ہوں اس لئے دو تو پہلے گوجرانوالہ کے ضلع میں چلتے ہیں اور پھر وہاں سے لائلپور ہو آئینگے۔ چنانچہ میں اور مولوی صاحب موصوف سعد اللہ پور سے روانہ ہو کر پہلے موضع زید کے تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ پہنچے اور رات وہیں احمدی احباب کے پاس گذاری اور صبح حافظ آباد کے ارادہ سے چل پڑے۔ راستے سے کچھ فاصلہ پر جب موضع پیر کوٹ ثانی نظر آیا تو مولوی صاحب موصوف نے کہا کہ اس موضع میں بھی احمدیہ جماعت موجود ہے اگر آپ پسند کریں تو انہیں بھی مل آئیں۔ میں نے کہا مجھے تو کسی سے تعارف حاصل نہیں ہے اس لئے آپ جا کر مل آیئے اور میں اس درخت کے نیچے بیٹھ کر آپ کا انتظار کرتا ہوں۔ چنانچہ مولوی صاحب جب موضع مذکور میں پہنچے تو اتفاق سے اس روز حضرت مولوی جلال الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے چھوٹے صاحبزادے میاں عبد الرحمٰن صاحب کی شادی کی تقریب تھی جس کی وجہ سے گرد و نواح کے احمدی احباب وہاں کثرت سے جمع تھے۔ مولوی غوث محمدؐ صاحب نے جب اس مجمع میں میرا ذکر کیا کہ وہ گاؤں سے کچھ فاصلہ پر ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں تو تمام احمدی احباب اُسی وقت دوڑتے ہوئے میرے پاس پہنچے اور مجھے اپنے ساتھ گاؤں لے گئے۔ رات ہم نے وہاں ہی گذاری۔ دوسرے دن پھر وہاں کے دوستوں نے ہمیں مجبور کیا کہ ابھی آپ یہاں ہی ٹھیریں۔ چنانچہ دوسرے دن پھر انکی خواہش پر ہم وہیں رہ پڑے۔ تیسرے دن حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادہ حکیم محمد حیات صاحب نے مجھے بتایا کہ انکی والدہ ماجدہ کو عرق النساء کی وجہ سے بہت تکلیف ہے اور یہ بھی کہا کہ آپ ان کے لئے دعا بھی کریں اور دم بھی کر دیں۔ چنانچہ میں نے اسی وقت ان کی والدہ ماجدہ کے لئے دعا کی اور آخری سورتیں اور رب کل شیئ خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی پڑھ کر دم بھی کیا جس کے نتیجہ میں خدا کے فضل سے ان کی والدہ کو اسی وقت آرام ہو گیا۔ رات کو حکیم صاحب موصوف نے خواب میں دیکھا کہ ان کے گھر میں اچانک ایک بہت بڑا چراغ روشن ہوا ہے جس کے متعلق ایک فرشتہ نے بتایا کہ یہ چراغ مولوی غلام رسول ہیں جو تمہارے گھر آئے ہوئے ہیں۔ صبح حکیم صاحب موصوف مجھے تنہائی میں لے گئے اور اس خواب کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگے میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ آپ اسے ضرور قبول کریں میں نے

کہا آپ فرمایئے اگر وہ ماننے کے قابل ہوئی تو میں کیوں نہ مانوں گا۔ تب انہوں نے بتایا کہ میری ایک چھوٹی ہمشیرہ ہے جس کی عمر ابھی چودہ پندرہ سال کی ہے۔ اس کے لئے ہمارے پاس رشتے تو بہت آتے ہیں مگر میں اس خواب کی بنا پر اب یہی چاہتا ہوں کہ اس رشتہ کو آپ قبول کریں۔ میں نے یہ بات سُن کر ان کے سامنے عذرات تو بہت کئے مگر انہوں نے اس خواب کی بنا پر پھر اصرار کیا چنانچہ میں نے جب اس رشتہ کے متعلق استخارہ کیا تو میں نے خواب میں قاضی ظہور الدین صاحب اکمل کو دیکھا جس کی تفہیم مجھے یہ ہوئی کہ یہ رشتہ میرے ذریعہ اس علاقہ میں دین کے کامل ظہور کا موجب ہوگا۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے اس رشتہ کو قبول کر لیا۔ اور پھر مجھے ان خوابوں کی تعبیر بھی سمجھ آگئی کہ دریا کے پار شادی ہونے کا مطلب کچھ اور نہیں تھا بلکہ یہی تھا جو مقدر ہو چکا ہے لبعدازاں جب میں اپنے وطن واپس آیا تو معلوم ہوا کہ یہاں بھی میرے رشتہ کے متعلق کئی لوگوں کی طرف سے پیغام پہنچے ہوئے ہیں۔ مگر اب میں نے اپنے بزرگوں سے یہی کہا کہ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِن یعنی جہاں میرا رشتہ ہونا مقدر تھا ہو گیا ہے اب آپ لوگ کوئی فکر نہ کریں۔ چنانچہ اس کے بعد میری شادی حضرت مولوی جلال الدین صاحبؓ کی چھوٹی صاحبزادی عزیزہ بخت صاحبہ سے ہوگئی اور جس طرح میں اکثر خوابوں میں دیکھا کرتا تھا میری دریا کے پار شادی ہوئی ہے اور میری برات بھی میرے ساتھ آئی ہے ویسے ہی ظہور میں آیا۔

ایک عجیب اتفاق

خدا تعالےٰ کی حکمت ہے کہ جب میرا تولد ہوا تو اس وقت میری والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے گھر میں ایک ایسا چراغ روشن ہوا ہے جس کی روشنی سے ہمارا سارا گھر جگمگا اُٹھا ہے۔ پھر جب میری شادی ہونے لگی تو حکیم محمد حیات صاحب نے خواب میں دیکھا کہ ان کے گھر میں اچانک ایک بہت بڑا چراغ روشن ہوا ہے جس کا نام غلام رسول ہے۔

اس کے بعد جب میری شادی ہوئی اور میں سخت بیمار ہو گیا تو میری بیوی کو خدا تعالےٰ نے خواب میں تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ مولوی صاحب دیوے (چراغ) ہیں اگر یہ

بجھ بھی جائیں تو خدا تعالیٰ تمہیں کافی ہوگا۔ تب میری بیوی نے خواب میں ہی خدا تعالیٰ سے عرض کیا کہ یہ چراغ بھی روشن رہے اور حضور بھی ہمیں کافی رہیں جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا کہ جب تک مولوی صاحب کے ہاں دس بچے پیدا نہ ہولیں یہ فوت نہیں ہوں گے۔ چنانچہ اس خواب کے بعد واقعی اللہ تعالیٰ نے دس بچے بھی دیئے اور پھر آج تک ہمیں زندگی بھی عطا فرمائی ہے حالانکہ میری بیوی نے جس زمانہ میں خواب دیکھا تھا اس زمانہ میں ہمارے صرف دو بچے ہی تھے۔ مگر اس خواب کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں بھی عطا فرمائیں جن میں سے ایک لڑکا حمید احمد اور دو لڑکیاں امۃ العزیز اور مبارکہ تو بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے مگر باقی اولاد خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ موجود ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو دینی و دنیاوی نعمتوں سے بہرہ ور فرمائے اور لمبی عمریں عطا کرے۔ آمین۔

حضرت مولوی جلال الدین صاحب رضی اللہ عنہ

میرے خسر حضرت مولوی جلال الدین صاحب رضی اللہ عنہ اگرچہ میری شادی ہونے سے قبل ہی اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے تھے۔ مگر اس جسمانی تعلق کی بنا پر جو مجھے آپ سے حاصل ہے میرے لئے ضروری ہے کہ میں آپؓ کے بعض حالات کے متعلق بھی کچھ عرض کر دوں تاکہ وہ لوگ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام کے حالات پڑھنے کا شوق رکھتے ہیں وہ آپ کی شخصیت کے متعلق بھی کچھ واقفیت حاصل کر سکیں۔

حضرت مولوی صاحب کھوکھر قوم کے زمیندار تھے اور موضع پیر کوٹ میں تقریباً دو سو ایکڑ زمین کے مالک تھے۔ آپ عربی اور فارسی علوم کے ماہر اور فنِ طبابت میں ایک حاذق طبیب تھے۔ پھر ذاتی وجاہت اور حسنِ اخلاق کی وجہ سے آپ اس تمام علاقہ میں بڑے بارسوخ اور عظیم الشان شخصیت کے مالک تھے۔ سب سے بڑی خصوصیت جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی تھی وہ یہ تھی کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ مسیحیت سے بھی پہلے کے دوست تھے۔ اور حضورؑ کے

دعویٰ کے بعد مخلص ترین صحابہ میں سے تھے۔ براہین احمدیہ کی اشاعت کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی اس تصنیفِ لطیف کے خریدار بننے کا شرف عطا فرمایا اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خریداروں کی فہرست میں آپ کا نام بھی درج فرمایا۔ اسی زمانہ میں چونکہ آپ اور ڈپٹی غلام علی صاحب رہتاسی رضی اللہ عنہ مظفر گڑھ میں ملازم تھے اس لئے حضور اقدس نے آپ کے نام کے ساتھ مظفر گڑھ ہی تحریر فرمایا ہے۔

تصدیقِ مسیح

دوسری خصوصیت اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بھی عطا فرمائی تھی کہ آپ نے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ سے پہلے ہی حضور اقدس کو بیعت کے متعلق عرض کر دیا تھا مگر اس وقت چونکہ حضور اقدس علیہ السلام نے دعوےٰ نہیں فرمایا تھا۔ اس لئے ارشاد فرمایا کہ مجھے ابھی بیعت لینے کا حکم نہیں ہوا۔

تعظیمِ ارشاد

حضرت مولوی صاحب موصوف کی نظر جب موتیا کی وجہ سے بعد میں خراب ہو گئی تو آپ نے حضور اقدس علیہ السلام کی خدمت میں دعا کے لئے تحریر فرمایا۔ چنانچہ حضورِ انور نے آپ کے لئے اور دو اور دوستوں کے لئے جو اسی عارضہ سے اپنی بینائی کھو چکے تھے یا کھو رہے تھے دعا فرمائی۔ خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ حضور اقدس علیہ السلام کو اس دعا کے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا کہ یہ دعا مولوی صاحب کے حق میں تو قبول نہیں ہوئی مگر دوسرے دو افراد کے لئے قبول ہو گئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب مولوی صاحب موصوف کو اس منشائے ایزدی سے مطلع فرمایا اور ساتھ یہ بھی تحریر فرمایا کہ حدیث شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کی دونو آنکھوں کی بینائی کھو جائے اور وہ خدا تعالیٰ کے لئے صبر کرے تو خدا تعالیٰ اُسے

جنت کا وارث بنتا ہے تو اس کے بعد اگرچہ مولوی صاحب کے بعض دوستوں اور بعض رشتہ داروں نے کئی دفعہ اپریشن کرانے کے لئے کہا مگر آپ نے حضورِ انور کے ارشاد و منشائے ایزدی کی تعظیم کے لئے فوت ہونے تک آنکھوں کا علاج نہیں کرایا اور نہایت صبر و استقلال سے اس تکلیف کو برداشت کرتے رہے۔

اقربا پروری

حضرت مولوی صاحب موصوف کے اخلاقِ فاضلہ میں اقربا پروری کا جذبہ یہاں تک بڑھا ہوا تھا کہ آپ نے اپنی ذاتی اور زر خریدہ جائیداد میں اپنے تینوں بھائیوں یعنی میاں عمر الدین صاحب اور میاں فضل الٰہی صاحب اور میاں کرم الدین صاحب کو بھی برابر کا حصہ دار بنایا ہوا تھا۔ پھر جب آپ کے چھوٹے بھائی میاں عمر الدین صاحب فوت ہو گئے اور آپ کے ایک بھائی نے ان کی جائداد پر قبضہ کر لیا تو آپ نے اس مرحوم بھائی کے بچوں کا حق دلانے کے لئے اس بھائی کے خلاف ہائیکورٹ تک مقدمہ لڑا اور آخر ان بچوں کا حق دلا کے ہی چھوڑا۔

دعائے مستجاب

ایک دفعہ آپ کی چھوٹی ہمشیرہ اپنے لڑکے چوہدری محبوب عالم کو لے کر آپ کے پاس آئی اور آپ کی خدمت میں درخواست کی کہ محبوب عالم اب دسویں جماعت پاس کر چکا ہے اس لئے آپ اسے کہیں ملازم کرا دیں۔ آپ اسی وقت اپنے اس بھانجے کو ساتھ لے کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ اقدس میں قادیان حاضر ہوئے اور حضور سے اس کے متعلق دعا کی درخواست کی چنانچہ حضور علیہ السلام نے چوہدری محبوب عالم کے لئے دعا فرمائی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے چوہدری محبوب عالم کے لئے ملازمت کا سامان کر دیا اور پھر اس ملازمت میں انہیں اتنی ترقی اور برکت عطا فرمائی کہ وہ ایک اعلیٰ سرکاری عہدہ پر فائز ہو گئے۔

چوہدری محبوب عالم صاحب تو عرصہ ہوا فوت ہو چکے ہیں مگر ان کے لڑکے چوہدری بشیر احمد خاں صاحب اور چوہدری نذیر احمد خاں صاحب پاکستان حکومت کے ممتاز عہدوں پر فائز ہیں جن میں سے مؤخر الذکر اس وقت مرکزی حکومت کی وزارت صنعت و حرفت کے عہدہ پر متمکن ہیں۔

اطاعتِ والدین

حضرت مولوی صاحب موصوف کو اپنے والدین کی اطاعت اور خوشنودی کا اتنا خیال تھا کہ بچپن کے زمانہ میں جب آپ کے چھوٹے بھائی میاں فضل الہٰی صاحب گھر سے بغیر پوچھے کہیں چلے گئے اور آپ کے والدین نے ان کی جدائی کو محسوس کرتے ہوئے آپ سے ان کا پتہ لگانے کے لئے ارشاد فرمایا تو آپ اسی وقت اپنے بھائی کا سراغ لگانے کے لئے گھر سے چل پڑے۔ اس زمانہ میں چونکہ ریلوں کا انتظام نہیں تھا اس لئے آپ ان کی تلاش میں پا پیادہ دھلی پہنچے۔ حسنِ اتفاق سے ایک دن آپ دھلی کے کسی بازار میں سے گذر رہے تھے کہ آپ نے اپنے بھائی کو گھوڑے پر جاتے ہوئے دیکھا آپ بھی اس کے پیچھے ہو لئے اور چلتے چلتے اس مکان کے دروازہ پر پہنچ گئے جہاں آپ کا بھائی داخل ہوا تھا۔ صاحبِ مکان جو بہادر شاہ ظفر کا خاص مصاحب اور سلطنتِ مغلیہ میں کسی ممتاز عہدہ پر فائز تھا نے جب آپ کو دیکھا تو آنے کا سبب پوچھا۔ آپ نے اسے بتایا کہ اس طرح میں اپنے بھائی کی تلاش میں پنجاب سے آیا ہوں اور اب میں نے اسے دیکھا ہے کہ وہ آپ کے مکان میں داخل ہوا ہے یہ سن کر اس رئیس نے کہا کہ اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ میرے پاس ایک پنجابی لڑکا رہتا ہے مگر اس نے تو مجھے یہ بتایا تھا کہ میرے ماں باپ اور بھائی بہن سب مر چکے ہیں۔ اس پر حضرت مولوی صاحب نے کہا کہ آپ ذرا اسے میرے سامنے بلا دیجئے پھر آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس کے بھائی بہن اور والدین زندہ ہیں یا مر چکے ہیں۔ چنانچہ اسی وقت جب اس رئیس نے فضل الہٰی کو مولوی صاحب کے سامنے بلایا اور اس نے اپنے بڑے بھائی کو دیکھا تو سب حقیقت ظاہر ہو گئی۔ اس رئیس نے جب یہ دیکھا کہ واقعی فضل الہٰی مولوی صاحب کا بھائی ہے تو اس نے

آپ سے کہا کہ میں اس لڑکے کو اپنا بیٹا سمجھ کر تعلیم دلا رہا ہوں اگر آپ اس کو ساتھ لے گئے تو اس کی تعلیم میں بہت حرج ہوگا اس لئے یہی مناسب ہے کہ آپ جا کر اپنے والدین کو ہماری طرف سے تسلی دیدیں اور اس لڑکے کو میرے پاس ہی رہنے دیں۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا کہ چونکہ میرے والدین اس کی جدائی میں بہت افسردہ خاطر رہتے ہیں اس لئے مناسب یہی ہے کہ آپ ایک دفعہ اسے میرے ساتھ بھیجدیں تاکہ یہ اپنے والدین سے مل آئے اُس کے بعد انشاء اللہ پھر یہ آپ کے پاس چلا آئے گا چنانچہ اس رئیس نے اس شرط پر اُن کو اجازت دے دی اور والدین کی ملاقات کے بعد وہ پھر دہلی چلے گئے۔ آخر جب ان کی تعلیم مکمل ہوگئی اور انگریزی عملداری کا دور دورہ ہوگیا تو وہ وہیں دہلی میں ملازم ہوگئے۔ اور اس کے بعد امرتسر شہر میں تحصیلدار کے عہدہ پر فائز ہوگئے

ہمدردیٔ مخلوق

حضرت مولوی صاحب کو مخلوق کی ہمدردی کا اتنا خیال تھا کہ ایک دفعہ آپ نے ایک رئیس زمیندار کا علاج کیا تو اس نے اچھا ہونے پر آپ کو کہا کہ اس علاج کے معاوضہ میں آپ مجھ سے پچیس ایکڑ زمین لے لیں یا میرے پاس سانپ کاٹے کا ایک مجرب نسخہ ہے وہ لے لیں۔ آپ نے اس وقت اپنے ذاتی فائدہ پر مخلوق کے فائدہ کو ترجیح دی اور اس رئیس سے زمین کی بجائے وہ نسخہ حاصل کر لیا۔ اس نسخہ سے آپ اکثر لوگوں کا علاج کرتے رہے اور مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچاتے رہے۔

براتِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب شادی کے لئے دہلی تشریف لے گئے تو اس موقعہ پر حضور علیہ السلام نے جن اصحاب کو اپنی برات میں شامل ہونے کی دعوت دی تھی ان میں ایک حضرت مولوی صاحب موصوف بھی تھے۔ اگرچہ کسی

معذوری کی وجہ سے آپ اس وقت حضورؑ کی برات میں شامل تو نہیں ہو سکے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مبارک تقریب پر اپنے ایک مکتوب گرامی کے ذریعہ آپ کو بھی شامل ہونے کی دعوت دی تھی۔

اِکرامِ ضیف

جب حضرت مولوی صاحب سیدنا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا کرتے تھے تو حضور انورؑ آپ سے ایسی شفقت اور ذرّہ نوازی کا سلوک فرمایا کرتے کہ ایک مرتبہ ضلع گوجرانوالہ کے ایک احمدی کو جو حضرت مولوی صاحب کے ہمراہ حضور کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تھا اس سلوک کو دیکھ کر یہ خیال پیدا ہوا کہ حضور انور بھی امیروں اور غریبوں کے ساتھ جدا جدا معاملہ کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضور انور کا یہ معاملہ عین اخلاقِ حسنہ اور اُسوۂ رسول کے مطابق تھا۔ مگر پھر بھی اس شخص کو اس بات سے وقتی ابتلاء ضرور آیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس کے بعد وہ احمدی اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھ گئے اور پہلے سے بھی زیادہ مخلص احمدی بن گئے۔ علاوہ ازیں حضرت مولوی صاحب موصوف کو یہ سعادت بھی حاصل تھی کہ بعض اوقات جب آپ قادیان سے اپنے گاؤں کو آنا چاہتے تھے تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو الوداع کہنے کیلئے وڈالہ گرنتھیاں کی نہر تک بنفسِ نفیس آپ کے ساتھ تشریف لاتے اور پھر وہاں سے آپ کو دعا کے ساتھ رخصت فرماتے۔

تبلیغِ احمدیت

حضرت مولوی صاحب موصوف کے احمدی ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی تبلیغ اور اخلاقِ حسنہ کی وجہ سے آپ کے اکثر رشتہ داروں کو اور ضلع گوجرانوالہ کے بہت سے لوگوں کو حلقۂ احمدیت میں داخل فرمایا اور پھر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ

الصلوٰۃ والسلام کی صحابیت سے نوازا۔ ان صحابہ میں سے آپ کے رشتہ داروں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:۔

صاحبزادگان حضرت مولوی صاحب

میاں شہاب الدین صاحبؓ۔ حکیم محمدؐ حیات صاحب بلا فوس حکیم محمد حیات صاحب عہد خلافتِ ثانیہ میں غیر مبائعین میں شامل ہوگئے۔ میاں محمدؐ اسحاق صاحبؓ۔ حکیم محمد اسمٰعیل صاحب۔ میاں عبد اللہ خاں صاحبؓ۔ میاں عبد الرحمٰن صاحب۔

برادرزادگان حضرت مولوی صاحب

میاں احمدؐ الدین صاحب۔ میاں محمدؐ الدین صاحب۔ میاں امام الدین صاحب میاں فیروز الدین صاحب۔ میاں عنایت اللہ صاحب۔ ان کے علاوہ آپ کے خاندان کی اکثر خواتین بھی اس زمانہ سے احمدی ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

دیگر احمدی صحابی رشتہ داروں کے نام

منشی احمدؐ دین صاحب اپیل نویس گوجرانوالہ جو بعد میں حضرت نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کی جاگیر پر بحیثیت مینیجر کام کرتے رہے ہیں۔ چوہدری احمدؐ یار صاحب اور چوہدری محمدؐ یار صاحب اور ان کے والد ماجد جن کا نام غالبًا چوہدری روشن الدین تھا ساکن جھلیانوالہ۔ چوہدری احمد الدین صاحب اور ان کے لڑکے وچوہدری اللہ دتہ صاحب و چوہدری محمدؐ خاں صاحب ساکن نت بٹالہ ضلع گوجرانوالہ۔

موضع پیرکوٹ کے دیگر صحابہ

چوہدری الٰہی بخش صاحب۔ چوہدری محمد غوث صاحب۔ چوہدری غلام محمد صاحب چوہدری نور محمد صاحب۔ میاں امام الدین صاحب اور ان کے تین لڑکے میاں نور محمد صاحب۔ میاں پیر محمد صاحب۔ میاں محمد اسحاق صاحب۔ میاں حامد صاحب بافندہ میاں نظام الدین صاحب بافندہ۔

موضع حافظ آباد کے صحابہ

ملک شہبانہ خاں صاحب اعوان اور چوہدری عنائت اللہ خاں صاحب بھٹی۔

موضع مانگٹ اونچے کے صحابہ

چوہدری ناصر الدین صاحب۔ چوہدری چوہڑ خاں صاحب۔

نوٹ۔ اس جماعت میں اگرچہ چوہدری جہان خاں صاحب اور مولوی فضل دین صاحب مبلغ حیدرآباد دکن اور بعض دیگر افراد بھی صحابی ہیں۔ مگر یہ حضرت مولوی صاحب موصوف کے زمانہ کے نہیں ہیں۔ ہاں ان کے علاوہ موضع مذکور میں حضرت مولوی صاحب موصوف کے ذریعہ اور بھی کئی احمدی ہوئے تھے مگر ان کے اسماء اب یاد نہیں رہے۔

موضع کولوتارڑ کے صحابہ

حافظ مولوی سید احمد صاحب اور ان کے لڑکے مولوی کرم الٰہی صاحب۔

نوٹ۔ غیر احمدی علماء میں سے مولوی محمد حسین صاحب مولوی فاضل جو مولوی محمد حسین بٹالوی کے داماد ہیں یہ حافظ مولوی سید احمد صاحب احمدی کے ہی لڑکے ہیں

موضع ٹھٹھہ کھرلاں کے صحابی

چوہدری بارے خاں صاحب اور ان کے لڑکے۔

موضع بھڑی شاہ رحماں کے صحابی

میاں محمد حیات صاحب۔ میاں جیون صاحب کشمیری۔ میاں محمد وارث صاحبؓ حجام
ان صحابہ کرام کے علاوہ بھی حضرت مولوی صاحب کی تبلیغ کے ذریعہ اور آپ کی اولاد
کے توسط سے کئی لوگ سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے تھے مگر اب ان کے نام یاد نہیں
رہے۔ ہو سکتا ہے کہ حضرت مولوی صاحب موصوف کے صاحبزادہ میاں عبدالرحمٰن
صاحب یا حکیم محمد اسمٰعیل صاحب نے کچھ حالات اپنے والد ماجد کے لکھ کر مرکز میں
بھجوائے ہوں اور ان میں دیگر سوانحات کے علاوہ ان احمدیوں کا بھی کچھ ذکر کیا ہو۔
اس لئے اب میں اس مضمون کو یہاں ختم کرتے ہوئے اپنے اصل مضمون کی طرف
رجوع کرتا ہوں۔ وما توفیقی اِلا باللّٰہِ العلیّ العظیم۔

موضع رجوعہ میں مباحثہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حینِ حیات میں ایک دفعہ موضع
رجوعہ تحصیل پھالیہ کے بعض احباب مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ جب میں انکے
گاؤں میں پہنچا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہاں کے غیر احمدی لوگ حافظ مولوی قطب الدین
ساکن چک میانہ کو جو اس علاقہ میں عام شہرت رکھتے تھے احمدیوں کو بہکانے
کے لئے لائے ہوئے ہیں اور یہ بھی سنا گیا کہ انہوں نے ایک مجلس میں قرآن مجید
اور احادیث سے غلط استدلال کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے دعاوی اور دلائل کی تردید کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ خیر جب میں وہاں پہنچا

اور لوگوں کو بھی میرے آنے کی اطلاع ملگئی تو ایک اجتماع کی صورت میں مولوی صاحب مذکورہ سے مباحثہ شروع ہوگیا۔ اس مباحثہ میں جب خدا تعالے نے مولوی صاحب کو کھلی کھلی شکست دی اور ان کے سب دلائل ٹوٹ گئے تو لوگوں پر خاص اثر ہوا اور چوہدری قطب الدین صاحب اور چوہدری بڈھا صاحب وڑائچ اسی وقت احمدی ہو گئے۔ اس کے بعد مولوی صاحب وہاں سے چلے گئے اور ہم چوہدری سکندر خاں صاحب کی حویلی میں آ گئے۔ اس مباحثہ میں چوہدری صاحبداد خاں صاحب جن کا ذکر موضع چھور انوالی کے واقعہ میں بھی آچکا ہے بھی موجود تھے یہ چونکہ قیصر شاہ ساکن وانیانوالی ضلع گوجرانوالہ کے مرید تھے اس لئے ان کی طبعیت پر ملامتی فرقہ کا بہت کچھ رنگ چڑھا ہوا تھا اور اپنے پیر کی طرح مثنوی مولانا روم کو قرآن مجید سمجھتے تھے۔ انہوں نے جب مباحثہ سنا تو اس کے بعد ہماری قیامگاہ پر چلے آئے۔ اور بر سبیل تذکرہ اس بات کا ذکر کیا کہ میں نے ایک دفعہ مثنوی مولانا روم کے ایک شعر کے متعلق جناب مرزا صاحبؑ اور مولانا نورالدین صاحبؓ کو لکھا تھا کہ وہ اسے حل کر دیں مگر ان دونو صاحبان نے آجتک میرے اس خط کا جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ آپکا خط ڈاک میں کھو گیا ہو یا ان بزرگوں کو ملا ہو مگر اس وقت ان کو جواب دینے کی فرصت نہ ہو۔ اس لئے آپ اس شعر کو میرے سامنے پیش کریں اگر ہو سکا تو میں اسکو حل کر دونگا۔ چنانچہ اس وقت چوہدری صاحبداد خانصاحب نے مثنوی کا یہ شعر پیش کیا ؎

نیست زُرغِباً طریقِ عاشقاں
ہمچو مستسقی است حالِ صادقاں

اور پھر اس کی تشریح میں انہوں نے بتایا کہ اس شعر میں جو اشکال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ سچے عاشقوں کی حالت جب محبوب کے بغیر ایک پیاسے انسان یا مچھلی کی طرح ہو جاتی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ اپنے محبوب سے ایک لحظہ کے لئے بھی جدا نہ ہوں تو پھر جیسا کہ اس شعر کے پہلے مصرعہ میں مذکور ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہ جیسے عاشقِ صادق کو یہ کیوں ارشاد فرمایا تھا کہ زُرنی غِبّاً تزدد حُبًّا۔ یعنی اے ابوہریرہ مجھے کبھی کبھی ملا کر اس طرح تو محبت

میں ترقی کر جائے گا۔
کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی سے حضرت ابوہریرہ کو تکلیف نہ پہنچی ہوگی اور کیا یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ فاضلہ کے منافی نہیں۔

جواب

چوہدری صاحبداد خان صاحب کے اس سوال کے جواب میں میں نے انہیں بتایا کہ چوہدری صاحب! افسوس ہے کہ آپ اس حدیث کا مطلب صحیح نہیں سمجھے بات اصل میں یہ ہے زُرنی غِبًّا تزدد حبًّا کا فقرہ ترغیبِ زیارت وصحبت کے لئے ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فقرہ ابوہریرہ کو اس لئے نہیں فرمایا تھا کہ ابوہریرہ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا کرتے تھے اور آنحضور ان کی رہائش سے تنگ آگئے تھے بلکہ اس لئے فرمایا تھا کہ ابوہریرہ نے آنحضرت کی زندگی کے آخری تین سال تک ہی کا موقع حاصل کیا تھا اور اپنے کاروبار میں مصروف رہتے تھے اور اس طرح وہ آنحضور کی خدمت میں بہت ہی کم آتے تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ترغیب دلانے کے لئے فرمایا۔

زُرْنی غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا

یعنی ہر روز ملنے کا موقعہ نہیں مل سکتا تو اے ابوہریرہ کبھی کبھی ہی مل لینا اس سے تیرے اندر محبت ترقی کرے۔ اس لئے کہ صحبت، علم، معرفت اور محبت کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ اس ارشاد کے بعد واقعی حضرت ابوہریرہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوگئے، اور پھر آنحضور اقدس کی محبت میں آپ نے اتنی ترقی کی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے آنحضور کی اکثر باتوں کو اس محبت کے جذبہ سے سنا اور یاد رکھا کہ آج تک حدیث کی کتابوں میں جابجا کثرت سے آپ کی روایات پائی جاتی ہیں میرے اس

جواب کو جب چوہدری صاحبداد خاں صاحب نے سنا تو کہنے لگے آپ کی تشریح تو واقعی معقول ہے مگر یہ معنے پہلے کبھی نہیں سُنے گئے۔ اس کے بعد انہوں نے مثنوی کے ایک اور واقعہ کے متعلق بھی استفسار کیا جس کا جواب سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور مجھے کہنے لگے میرا جی چاہتا ہے کہ میں آپ سے مثنوی پڑھ لوں۔

شاہدولہ ولی صاحب کے ایک مرید سے مکالمہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں جب میں ایک دفعہ شہر گجرات میں گیا تو مجھے معلوم ہوا کہ شاہدولہ ولی صاحب (جو اس شہر میں ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں) کے روحانی جانشین قاضی سلطان محمود صاحب ساکن آہی اعوان ہیں (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب انجام آتھم میں جن علمائے مخالفین اور سجادہ نشینوں کو مباہلہ کے لئے دعوت دی ہے ان میں قاضی صاحب موصوف کا نام بھی درج ہے) میں جب ان سے ملنے کے لئے گڑھی شاہدولہ ولی صاحب کے محلہ میں گیا تو مجھے دیکھ کر انہوں نے میرا نام اور پتہ وغیرہ دریافت کیا۔ میرے بتانے پر جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ میں موضع راجیکی کا رہنے والا ہوں تو انہوں نے میرے چچا حضرت میاں علم الدین صاحب جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت راشدہ سے قبل ان کے ہم مشرب اور یاران طریقت سے تھے کے متعلق بھی دریافت کیا اور پھر یہ معلوم ہونے پر کہ میں حضرت میاں صاحب موصوف کا برادرزادہ ہوں اور احمدی بھی ہوں انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ کو جناب مرزا صاحب کی بیعت سے کیا فائدہ حاصل ہوا ہے۔ میں نے انہیں بتایا کہ مجھے حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ سے قرآن مجید کی وہ صحیح تعلیم اور عقائد صحیحہ و اعمالِ صالحہ حاصل ہوئے ہیں جو آنحضرت صلعم کے اسوۂ حسنہ کے عین مطابق ہیں علاوہ ازیں غیر مذاہب کے وہ اعتراضات جو اسلام اور بانیٔ اسلام پر کئے جاتے ہیں اور مسلمان علماء ان کا جواب دینے سے قاصر ہیں۔ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے ہمیں ان تمام اعتراضات کا جواب دینے اور اسلام

کی حقانیت بھی ثابت کرنے کی توفیق بھی حاصل ہے۔

قاضی صاحب موصوف نے جب میری یہ بات سنی تو مجھ سے کہنے لگے کہ آپ قرآن مجید کی کسی آیت کے متعلق کچھ بیان کریں میں نے کہا آپ جس آیت کے متعلق چاہیں میں بیان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ یہ سنتے ہی قاضی صاحب نے یؤمنون بالغیب سے وبالآخرۃ ھم یوقنون تک قرآن مجید کے فقرات کے متعلق مجھے تشریح کرنے کے لئے کہا۔ چنانچہ میں نے اسی وقت ان آیات کے متعلق بیان کیا کہ یؤمنون بالغیب کے فقرہ میں اللہ تعالیٰ کے کلام قرآن مجید کے اعجازِ بلاغت کا نمونہ پایا جاتا ہے کیونکہ وہ شخص جو ابھی ابھی مسلمان ہوا ہے اور اس نے صالح، شہید، صدیق اور نبی کا مرتبہ حاصل نہیں کیا وہ بھی اس آیت کی رو سے اسی طرح ایمان بالغیب سے تعلق رکھتا ہے جس طرح ان مدارج اربعہ کے رکھنے والے افراد تعلق رکھتے ہیں گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اس ایک ہی جملہ میں مبتدی اور منتہی کے مدارج ایمان کے اختلاف کے باوجود ایک ایسا جملہ استعمال فرمایا ہے جو ہر ایک کی استعداد و قابلیت پر صادق آتا ہے اور پھر ایمان باللہ ایمان بالملٰئکۃ۔ ایمان بالکتب ایمان بالرسل۔ ایمان بالقدر خیرہٖ و شرہٖ اور ایمان بالبعث بعد الموت وغیرہ کے مسائل جو سراسر غیب سے تعلق رکھتے ہیں ان پر بھی مشتمل ہے۔

اس کے بعد میں نے قاضی صاحب کو انہی آیات میں سے علم الیقین۔ عین الیقین۔ حق الیقین اور شنید۔ دید اور رسید کے مدارج سہ گانہ کے متعلق بھی کچھ سنایا۔ اور پھر سورہ فاتحہ کی صفات اربعہ کی سیر سے روحانی سلوک کی چار منزلیں جو سیر الی اللہ۔ سیر من اللہ سیر فی اللہ اور سیر مع اللہ کے نام سے موسوم ہیں وہ بھی بتائیں۔ قاضی صاحب نے جب میری یہ باتیں سنیں تو حیرت زدہ ہو گئے اور خاموشی سے اٹھکر چلے گئے۔

سیّدنا حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کی شفقت

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہدِ مبارک میں جب کبھی میں قادیان مقدس حاضر ہوتا تو اکثر حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ مجھے طب پڑھنے کی ترغیب دیا کرتے اور یہ بھی فرمایا کرتے کہ آپ ذہین آدمی ہیں اس لئے میں آپ کو جلد

ہی طب کا علم پڑھا دوں گا۔ اس کے جواب میں مَیں یہی عرض کرتا رہا کہ مجھے تصوّف کے بغیر اور کسی علم سے شغف نہیں اس لئے معذور ہوں آخر جب اسی طرح کئی سال گذر گئے تو ایک دن حضرت مولانا صاحب مہمان خانہ میں تشریف لائے اور ایک طب کی کتاب میرے ہاتھ میں دے کر فرمایا اب تو میں آپ کو پڑھا کر ہی چھوڑوں گا۔ میں نے جب حضور کی یہ شفقت دیکھی تو پڑھنے پر مجبور ہو گیا اور حضور سے طب کی بعض کتابیں بالاسباق پڑھتا رہا۔ اس کے بعد آپ کی توجہ سے مجھے اس علم کا اتنا شوق پیدا ہؤا کہ میں نے بعض نسخے راہ چلتے مسافروں سے بھی پوچھے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھایا ہے اور پھر آجتک جو جو مجربات میں نے ہندوستان کے تبلیغی سفروں کے ذریعے اکٹھے کئے ہیں ان کو اگر یکجا کیا جائے تو مجھے امید ہے کہ ان سے سینکڑوں صفحات کی کتاب مرتب ہو سکتی ہے اور ان میں سے اکثر نسخے ایسے عمدہ مجربات سے ہیں جو بعض خاندانوں میں پشتہا پشت سے مخفی چلے آتے ہیں اور عام لوگ ان سے واقف نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں تشخیص و علاج کے لحاظ سے بھی اللہ تعالےٰ نے مجھے کئی ایسے مریضوں کے بارہ میں کامیابی عطا فرمائی ہے جو ہندوستان کے بعض مشہور اطباء سے مایوس ہو چکے تھے الحمد للہ علیٰ ذالک۔

آپ تو حکیم ہیں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حینِ حیات میں جب اللہ تعالےٰ نے میری تبلیغ کے ذریعہ سے میری برادری کے عام لوگوں پر اور گرد و نواح کے دیہات پر اتمام حجت فرما دی تو ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے گاؤں تشریف لائے ہیں اور میرے چچازاد بھائیوں حافظ غلام حسین صاحب اور حافظ فضل حسین صاحب کی ڈیوڑھی میں کھڑے ہو کر ان کو احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے زجر فرما رہے ہیں اور میری طرف متوجہ ہو کر حضور علیہ السلام فرماتے ہیں

"آپ تو حکیم ہیں"

اس وقت خواب میں میں نے یہ بھی دیکھا کہ میرے یہ ہر دو برادران گوبر والی جگہ کھڑے ہیں۔ اس خواب کی تعبیر میں جہاں یہ تفہیم ہوئی کہ یہ لوگ گوبر یعنی دنیا کے مال و منال اور عزت کی وجہ سے احمدیت کی نعمت سے محروم ہیں وہاں حکیم کے لفظ کے متعلق مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ مجھے مَن یؤتی الحکمۃَ فقد اُوتی خیراً کثیراً کے مطابق قرآن مجید کے اسرار اور حکمت کی باتوں سے نوازے گا اور اس خیر کثیر سے بہرہ ور فرمائے گا۔ چنانچہ واقعی اس رویائے صادقہ کے ماتحت جہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے حقائق قرآن سے آگاہ فرمایا وہاں حکیم کے لفظ کے معروف معنوں کی رو سے مجھے علم طب کی نعمت سے بھی متمتع فرما دیا۔ اور ایک دفعہ ایک کامیاب علاج کرنے پر محض خدا کے فضل سے مجھے "زبدۃ الحکماء" کی سند بھی مل گئی اور اس طرح ظاہری لحاظ سے بھی حضرت اقدس کے الفاظ پورے ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ایک روحانی تنبیہ

ایسا ہی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہدِ مبارک میں ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں موضع گھگے کی (جو میرے گاؤں موضع راجیکی کے پاس ہی ایک گاؤں ہے) کے لوگوں کو مخاطب کر کے یہ کہتا ہوں کہ میں تمہیں اسی طرح ڈرا رہا ہوں جس طرح حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔ اس خواب کی تعبیر مجھے یہی معلوم ہوئی کہ جس طرح حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے لوگ حق کو قبول کرنے اور پہچاننے سے محروم رہے اسی طرح یہ لوگ بھی میری تبلیغ سے کوئی خاص اثر قبول نہیں کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ میں شب و روز ان لوگوں کو حق پر لانے کی کوشش کرتا رہا مگر یہ لوگ اسی طرح محروم کے محروم ہی رہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ خواب کسی اور رنگ میں بھی پوری ہو جائے مگر اس وقت تک تو اس کی یہی تعبیر معلوم ہوتی ہے۔

بہشتی مقبرہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عین حیات میں ایک دفعہ میں نے یہ بھی خواب میں دیکھا تھا کہ میرے گاؤں موضع راجیکی کے باہر ایک زمین میں کچھ قبریں ہیں جن کے متعلق مجھے خدا تعالےٰ کی طرف سے بتایا گیا کہ یہ بہشتی لوگوں کی قبریں ہیں۔

اس رویا والی زمین میں ابھی تک تو کوئی قبرستان نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ کسی زمانہ میں موضع مذکور کے لوگوں میں سے یا ان کی اولاد میں سے کچھ ایسے پاکیزہ سرشت اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فدائی لوگ پیدا ہو جائیں جن کی قبریں اس جگہ بنائی جائیں۔ ایک دفعہ موضع راجیکی میں میرا لڑکا عزیزم برکات احمد سلمہ بھی میرے ساتھ گیا تھا تو اسے بھی میں نے یہ جگہ دکھائی تھی۔

حضرت حوّا کی فرمائش

خدا تعالےٰ کے فضل سے مجھے نوجوانی کے زمانہ سے ہی دعائیں کرنے کی عادت ہے اور جب میں دعا شروع کرتا ہوں تو اس میں سب سے اول خدا تعالےٰ کی توحید و تحمید و تمجید کے قیام اور اس کے انبیاء و اولیاء کے روحانی اغراض و مقاصد کے پورے ہونے کے لئے دعا کرتا ہوں اور پھر ازل سے لے کر ابد تک کے تمام منعمین اور خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی روحانی و جسمانی اولاد کے لئے بھی دعائیں کرتا رہتا ہوں۔

اس ضمن میں ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت کے ایک باغ میں بیٹھا ہوا ہوں کہ اچانک میرے سامنے سے ایک عورت نمودار ہوئی جس کا قد و قامت درختوں کے لگ بھگ اونچا تھا جب میں اسے بلحاظ قامتِ بالا دیکھ کر حیران ہوا تو مجھے خدا تعالےٰ کی طرف سے بتایا گیا کہ یہ عورت تمہاری اماں حوّا ہیں۔ چنانچہ جب آپ میرے پاس پہنچیں تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ آپ سب لوگوں کے لئے دعا کرتے

ہیں میرے لئے کیوں نہیں کرتے۔ میں نے کہا بہت اچھا اب آپ کیلئے بھی دعا کیا کرونگا اس کے بعد میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کی اور حضرت آدم علیہ السلام کی عمر میں کتنا فرق ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے بیس سال بعد پیدا ہوئی ہوں۔

اس خواب کے بعد میں آپ کے ارشاد کی تعمیل تو کرتا رہا مگر آپ کے قد و قامت اور حضرت آدم سے بیس سال بعد پیدا ہونے کی حقیقت معلوم نہیں ہو سکی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

وقفِ قرآن

ایک دفعہ میں سورہ بقرہ کا آخری رکوع پڑھ رہا تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے بتایا کہ جب کل اٰمَنَ باللّٰہِ وملٰئکتِہٖ ورسلہٖ کا فقرہ پڑھا جائے تو رسلہٖ کے لفظ پر وقف کرنا چاہیئے۔ ہمارے پنجاب میں اکثر لوگ لا نفرق بین احدٍ من رسلہٖ پر وقف کر لیتے ہیں مگر پہلے رسلہٖ پر وقف نہیں کرتے۔ ہاں خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک دفعہ جب میں اور خواجہ کمال الدین صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور لال شاہ صاحب برق پشاوری ایک وفد کی صورت میں ریاست میسور کے شہر بنگلور میں گئے اور وہاں ایک جلسہ میں سید سلیمان صاحب ندوی اور مولانا شوکت علی صاحب برادر خانصاحب مولوی ذوالفقار علی صاحب احمدی وغیرہ کے علاوہ ہماری بھی تقریریں ہوئیں تو جلسہ کی کارروائی ہونے سے قبل ایک عرب نوجوان نے جب قرآن مجید کی تلاوت کی تو اس نے انہی آیات کو تلاوت کرتے ہوئے رسلہٖ پر بھی وقف کیا اور دوسرے رسلہٖ پر بھی اس کے علاوہ قرآن مجید کے بعض نسخوں سے بھی میرے اس الہام کی تائید ہو گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

نکتۂ معرفت

غالباً ۱۹۰۱ء کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ میں حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھا کہ حضور علیہ السلام نے توحید باری تعالےٰ پر ایک تقریر فرمائی اور اس میں ارشاد کیا کہ بعض لوگ کسی کے احسان کرنے پر الحمدللہ کہنے کے بغیر ہی جزاک اللہ کہہ دیتے ہیں حالانکہ بنظرِ غائر دیکھا جائے تو ازروئے معرفت یہ کلمہ بھی اپنے اندر ایک گونہ شرک کا پہلو رکھتا ہے کیونکہ احسان کرنے والے کی ذات اور وہ چیز جس کے ذریعے وہ محسن بنا ہے وہ بھی درحقیقت اللہ تعالےٰ ہی کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں۔ اس لئے ممنونِ احسان کو چاہیئے کہ وہ جزاک اللہ کہنے سے قبل اللہ تعالےٰ کی توصیف و تحمید بیان کرے اور احسان ہونے پر الحمدللہ کہے کیونکہ معرفت اور حقیقت کے لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ سب سے اول خالقِ اسباب کا شکریہ ادا کیا جائے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ تقریر غالباً ۱۹۰۱ء کے اخبار الحکم کی ڈائری میں بھی موجود ہے۔

مقصدِ انبیاء علیہم السّلام

ایسا ہی حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ عالی میں جب بعض لوگوں کیطرف سے دنیاوی مقاصد کے حصول کے لئے دعا کی درخواست ہوتی اور ان کے خطوط موصول ہوتے تو حضورِ انور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ

"ہم جس دنیا کو چھڑانے کے لئے آئے ہیں یہ لوگ وہی دنیا ہم سے مانگتے ہیں۔"

کاش ہمارے یہ دوست جو ہم سے دنیا کے متعلق دعا کراتے ہیں یہ اصلاحِ نفس اور خدمتِ اسلام کے متعلق بھی اپنے دلوں میں ایسی ہی تڑپ محسوس کریں جیسا کہ دنیا کے لئے محسوس کرتے ہیں۔

پھر حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ کئی دوستوں کی درخواستیں دعا کے متعلق اس غرض سے ہوتی ہیں کہ ان کا فلاں کام ہو جائے اور مال و دولت مل جائے یا بیوی اور بچے مل جائیں اور بیماروں کو صحت ہو جائے مگر ایسی درخواستیں بہت کم ہوتی ہیں جن میں یہ لکھا ہو کہ آپ میرے لئے دعا کریں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی اور رسول کی محبت نصیب ہو اور خدمتِ دین کی طرف رغبت پیدا ہو اور فلاں فلاں کمزوری اور بدی جو مجھ میں پائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اسے دور کر دے۔

حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ مومنوں کا کام تو یہ ہے کہ ان کا ہر ایک شغل دین سے تعلق رکھنے والا ہو اور جیسے کافر لوگ دنیا اور دنیا کے مال و دولت اور ہر ایک چیز سے کفر کی بقا و ترقی کے لئے کوشش کرتے ہیں ایسے ہی مومنوں کو چاہیئے کہ وہ ان کے مقابل میں غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی جان و مال اور گھر بار کو دین کی خدمت میں لگا کر دین کو دنیا میں قائم کر دیں تاکہ دنیا میں خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہو اور اسلام پھلے پھولے اور دوسرے تمام ادیان پر غالب آئے۔

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں آپ لوگوں کو دنیا کے کاموں سے بالکل منع نہیں کرتا بلکہ میرا اصل مسلک جس پر میں لوگوں کو قائم کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ لوگ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے دنیا کا شغل اختیار کریں۔

نوٹ۔ حضورِ اقدس کے مذکورہ بالا ارشادات کے اصل الفاظ تو شاید ضبط میں نہیں آسکے مگر جو مطلب اور مفہوم مجھے اب تک یاد ہے وہ یہی تھا۔

اسم اعظم

ایک دفعہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہاماً بتایا گیا کہ سورۂ یٰسین کی آخری تین آیات میں اسم اعظم پایا جاتا ہے وہ آیات مندرجہ ذیل ہیں۔

اَوَ لَيْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقَادِرٍ عَلٰٓی اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰی وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ○ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

موضع گوٹریالہ کا واقعہ عبرت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں جبکہ پنجاب کے مختلف علاقوں میں طاعون کے حملے ہو رہے تھے میں تبلیغ کی غرض سے موضع گوٹریالہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات گیا اور وہاں ایک مخلص احمدی چوہدری سلطان عالم صاحب کے پاس چند دن رہا۔ دورانِ قیام میں ہر رات میں ان کے مکان کی چھت پر چڑھ کر تقریریں کرتا رہا اور لوگوں کو احمدیت کے متعلق سمجھاتا رہا۔ چونکہ ان تقریروں میں میں ان لوگوں کو طاعون وغیرہ کے عذابوں سے بھی ڈراتا رہا۔ اس لئے ایک دن صبح کے وقت اس گاؤں کے کچھ افراد میرے پاس آئے اور کہنے لگے آپ نے اپنی تقریروں میں مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو طاعون وغیرہ سے بہت ڈرایا ہے مگر آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ موضع گوٹریالہ بہت بلندی پر واقع ہے اور پھر اس کی فضا اور آب و ہوا اتنی عمدہ ہے کہ یہاں وبائی جراثیم پہنچ ہی نہیں سکتے۔ میں نے کہا یہ تو بالکل درست ہے مگر آپ لوگ یہ بتائیں کہ مجھ سے پہلے کبھی کوئی احمدی مبلغ اس گاؤں میں آیا ہے جس نے آکر آپ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کی ہو۔ کہنے لگے نہیں آپ سے پہلے تو کوئی مبلغ اس گاؤں میں نہیں آیا۔ میں نے کہا تو بس یہی وجہ ہے کہ آپ کا گاؤں ابھی تک محفوظ ہے۔

اب میری تبلیغ اور آپ لوگوں کے انکار کے بعد بھی اگر یہ گاؤں خدا تعالےٰ کے عذاب سے محفوظ رہا تو پھر میں سمجھوں گا کہ واقعی اس گاؤں کی عمدہ فضا خدا تعالیٰ کے ارشاد وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا کے وعید کو روک سکتی ہے۔

خداتعالےٰ کی حکمت ہے کہ میں تو ان لوگوں کو یہ بات کہہ کے چلا آیا مگر اس کے چند دن بعد ہی اس گاؤں میں چوہے مرنے شروع ہو گئے اور پھر طاعون نے ایسا شدید حملہ کیا کہ اس گاؤں کے اکثر محلے موت نے خالی کر دیئے۔ اور کئی لوگ بھاگ کر دوسرے دیہات میں چلے گئے۔

بعد ازاں جب چوہدری سلطان عالم صاحب مجھ سے ملے تو انہوں نے بتایا کہ اس طاعون کے بعد جابجا لوگوں میں یہی چرچا تھا کہ جو کچھ احمدی مولوی صاحب نے کہا تھا وہ بالکل صحیح نکلا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ پھر بھی ان لوگوں کی آنکھیں نہ کھلیں اور ہدایت سے محروم ہی رہے۔

گالیوں کا انجام

ایک دفعہ موضع کوٹ تارڑ میں مولوی محمد حسین کوٹ تارڑوی سے میرا مناظرہ ہوا۔ جس میں بھٹی قوم کے ایک معزز زمیندار میاں سردار خانصاحب رئیس بھا کا بھٹیاں تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ احمدی ہو گئے۔ احمدیت کے بعد میاں صاحب موصوف اس علاقہ میں اخلاص و ایمان کے لحاظ سے نمونہ کے احمدی تھے اور تبلیغ کے اتنے شیدائی تھے کہ شب و روز اپنے علاقہ میں تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ اور اکثر مجھے بھی اپنے گاؤں میں لے جاتے اور رات کے وقت اپنے مکان کی چھت پر مجھ سے تقریریں کروایا کرتے تھے ان کے گاؤں کے بھٹی لوگ چونکہ احمدیت کی وجہ سے ان کے بے حد معاند تھے اس لئے جب بھی میں ان کے گاؤں میں جا کے تقریر کرتا تو کوئی نہ کوئی شریر الطبع آدمی ان کے گھر کے پاس آکر مجھ کو اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دینا شروع کر دیتا۔ جن کے جواب میں میں تو ان لوگوں کو نرمی سے ہی سمجھاتا رہتا مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کی وجہ سے خداتعالےٰ کی غیرت ان لوگوں کو ہمیشہ ہلاک کرتی رہی۔ چنانچہ سب سے پہلے چوہدری خدایار نے جو احمدیت کا بے حد معاند تھا۔ گالیاں دیں تو وہ چند دنوں میں مر گیا۔ اس کے بعد چوہدری ملا بتی خاں نے گالیاں دیں تو وہ چند دنوں میں مر گیا اس کے بعد ایک اور شدید دشمن نے گالیاں دیں

تو وہ مرگیا۔ پھر چوہدری مستی خاں نے گالیاں دیں تو وہ مع پوتے کے مرگیا۔ مگر پھر بھی افسوس ہے کہ ان لوگوں نے کوئی فائدہ نہ اُٹھایا حالانکہ ان واقعات کا ان لوگوں میں اتنا چرچا تھا کہ اس کے بعد جب بھی میں اس گاؤں میں گیا ہوں مجھے دیکھ کر یہ لوگ یہی کہتے رہے ہیں کہ ہمارے آدمیوں کو مارنے والا آگیا ہے۔

میاں سردار خانصاحب نے ان لوگوں کو سمجھایا بھی کہ تم لوگوں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مولوی صاحب کی توہین کا انجام بارہا دیکھا ہے اگر اب بھی تم احمدیت کو قبول نہ کرو تو پھر تمہاری کتنی بدقسمتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ پھر بھی ان لوگوں کو حق قبول کرنے کی توفیق نہ ملی۔

تاثیر دعا

ایک دفعہ میری بیوی کے بڑے بھائی حکیم محمد اسمٰعیل صاحب کی ایک آدمی سے لڑائی ہوگئی جس میں حکیم صاحب نے اس آدمی کو مار مار کر لہولہان کردیا۔ اس مضروب کے وارثوں نے جب اسے قریب الموت پایا تو وہ اسے چارپائی پر ڈال کر حافظ آباد کے تھانے میں لے گئے۔ میری خوشدامن صاحبہ نے جب یہ واقعہ سنا تو مجھے حکیم صاحب موصوف کے لئے دعا کرنے کے لئے کہا میں نے جب ان کے لئے دعا کی تو اللہ تعالےٰ نے مجھے ایسی تسکین دی کہ میں نے دعا کے بعد ہی سب گھر والوں کو بتایا کہ نہ تو وہ مضروب مرے گا اور نہ ہی اس کے وارث اسے حافظ آباد کے تھانے میں لے جائیں گے اور نہ ہی مقدمہ دائر کریں گے۔ چنانچہ اس دعا کے بعد واقعی وہ لوگ جو زخمی کو اُٹھا کر حافظ آباد لے جا رہے تھے جب تقریباً ڈیڑھ کوس کا فاصلہ طے کرکے حافظ آباد اور اپنے گاؤں کے درمیان ایک نہر کے پل پر پہنچے تو وہاں سے پھر واپس آگئے اور اس کے بعد وہ مضروب جو بظاہر قریب الموت ہوچکا تھا وہ بھی چند دنوں میں اچھا ہوگیا اور حکیم صاحب کے خلاف مقدمہ بھی کسی نے دائر نہ کیا۔

ایک روحانی بشارت

جب میرا بڑا لڑکا عزیزم میاں اقبال احمد سلمہ ابھی بچہ ہی تھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور میری اہلیہ اور عزیز موصوف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں مقیم ہیں اور اس وقت مجھے یہ بھی محسوس ہؤا کہ میری اہلیہ حضرت اقدس علیہ السلام کی لڑکی ہے اور عزیز موصوف حضور کا نواسہ ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ میں اور میرا یہ لڑکا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں دبا رہے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا۔

"جا تینوں کوئی لوڑ نہ رہے"

یہ پنجابی زبان کا ایک فقرہ ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالےٰ تیری سب حاجتیں پوری کرے۔

اس خواب کے بعد واقعی آج تک خدا تعالےٰ میری ہر ایک ضرورت کو من حیثُ لا یحتسب پورا فرما رہا ہے اور میرے گھر والے اور میرے پاس رہنے والے اکثر لوگ اس روحانی بشارت کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

اللہ تعالیٰ تیری اولاد کو وسعت دیگا

ایسا ہی ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ جس کا نام عبید اللہ ہے ہمارے گھر آیا ہے اور ہمارے ساتھ ہی دستر خوان پر بیٹھ گیا ہے اور مجھے کہتا ہے

"خدا تعالےٰ تیری اولاد کو وسعت دے گا"

اس خواب میں دستر خوان پر بیٹھے ہوئے فرشتہ کے مذکورہ بالا کلمات فرمانے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ وسعت دنیاوی حسنات سے بھی تعلق رکھتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

عبد المغنی دھریہ

ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہاماً بتایا گیا کہ

"عبد المغنی دہریہ"

اس الہام الٰہی کا اگر کسی مخصوص آدمی سے تعلق نہیں تو اس کی تعبیر یہی معلوم ہوتی ہے کہ جب خدا تعالیٰ بعض آدمیوں کو اپنی صفتِ مغنی کے ماتحت دنیا کے مال و اسباب اور آسائش عطا فرماتا ہے تو وہ بجائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کے آستانہ پر جھکیں دہریت کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے خوب فرمایا ہے ؂

منہ دل در تنعمہائے دنیا گر خدا خواہی
کہ می خواہد نگارِ من تہی دستانِ عشرت را

الہام الٰہی سے محرومی کی وجہ

ایک دفعہ میں اس مسئلہ پر غور کر رہا تھا کہ انسان کن وجوہات کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے الہام اور وحی سے محروم ہو جاتا ہے کہ اچانک مجھ پر کشفی حالت طاری ہوئی اور ایک کاغذ میرے سامنے پیش کیا گیا۔ جس پر جلی حروف میں قرآن مجید کے انیسویں پارہ کی یہ آیت تحریر تھی۔

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰئِكَةُ أَوْ نَرٰى رَبَّنَا اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا۔

یعنی وہ لوگ جو ہماری ملاقات سے ناامید ہو چکے ہیں انہوں نے کہا کہ کاش ہم پر بھی فرشتے اتارے جاتے یا ہم بھی خدا تعالیٰ کو دیکھتے۔ یقیناً ان لوگوں نے اپنے آپ کو

تکبر میں مبتلا کر دیا ہے اور بہت بڑی سرکشی کے مرتکب ہوئے ہیں۔
اس کشف کے بعد اس آیۂ کریمہ کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے مجھے یہ سمجھایا کہ فرشتوں کے نزول اور دیدارِ الٰہی سے محرومی کی وجہ ہمیشہ لوگوں کا تکبر اور احکامِ الٰہی سے سرکشی ہوا کرتی ہے نعوذ باللّٰہ من شرورِ انفسنا ومن سیّاتِ اعمالنا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خوب فرمایا ہے ؎

پسند آتی ہے اس کو خاکساری
تذلل ہے رہِ درگاہِ باری

جھوک مہدی والی

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہدِ مبارک میں جب میں اپنے سسرال موضع بھیرکوٹ آیا تو یہاں آکر میں نے برادرم حکیم محمد حیات صاحب کی فرمائش پر ایک پنجابی نظم (جھوک مہدی والی) کے نام سے لکھی۔ چونکہ اس جھوک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے دلائل و براہین کے علاوہ میں نے جذباتِ عقیدت کا اظہار بھی کیا تھا اس لئے یہ جھوک بہت پسند کی گئی اور شائع ہونے کے بعد بعض لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوئی اور پنجاب کے اکثر دیہاتی احمدیوں میں اسے اتنی قبولیت حاصل ہوئی کہ آجتک شاید بیسیوں مرتبہ شائع ہو چکی ہے اور اب پھر مولوی عبداللطیف صاحب شاہد گجراتی نے اسے لاہور سے شائع کر کے الفضل اخبار میں اشتہار دیا ہے۔

مزید براں اس جھوک کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جن دنوں ایک مقدمہ کی وجہ سے گورداسپور تشریف فرما تھے تو میری بیوی کے بھائی میاں عبداللہ خانصاحب نے اسے حضور کی خدمتِ عالیہ میں پڑھ کر سنایا تھا۔ علاوہ ازیں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی اسے سُنکر پسند فرمایا تھا۔

نظرِ کرم

مہر غلام محمدؐ صاحب ساکن سعد اللہ پور ضلع گجرات جن کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے کو عرصہ سے ایک ایسی بیماری لاحق تھی جس کی وجہ سے ان کے سر اور رخسار کی بعض رگوں میں ٹیس اٹھنے سے سخت تکلیف ہوتی تھی۔ انہوں نے اس بیماری کا علاج تو بہت کرایا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔

ایک دفعہ ہم قادیانِ مقدس میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ عالی میں حاضر ہوئے تو میں نے حضور عالی کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے مہر غلام محمدؐ صاحب کو دعا کے لئے ایک عریضہ لکھ دیا اور اس کے آخر میں کچھ پنجابی کے اشعار بھی تحریر کر دیئے جن میں سے ایک شعر یہ تھا ؎

نام غلام محمدؐ میرا میں تیریاں وچ غلاماں
پھر کے نظرِ کرم دی میں وَل تکیں پاک اماماں

ترجمہ۔ میرا نام غلام محمدؐ ہے میں آپکی غلامی میں ہوں۔ اے میرے پاک امام میری طرف اپنی نگاہِ کرم فرمائیں۔

عند الملاقات حضور علیہ السلام نے جب مہر غلام محمدؐ صاحب کے اس عریضہ کو پڑھا تو مجھے مخاطب کر کے فرمایا کیا یہ شعر آپ نے لکھے ہیں میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور میں نے ہی لکھے ہیں اسکے بعد حضور علیہ السلام نے مہر غلام محمدؐ صاحب کی طرف دیکھا تو ان کی یہ بیماری اُسی وقت دور ہو گئی۔ چنانچہ اس کے بعد مہر غلام محمدؐ صاحب ہمیشہ حضور علیہ السلام کے اس اعجازِ مسیحائی کا ذکر کرتے رہتے تھے۔

مکتوباتِ گرامی

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعتِ راشدہ کے بعد خدا کے فضل سے مجھے اکثر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ عالیہ میں خطوط لکھنے کا موقعہ

ملتا رہا ہے مگر افسوس ہے کہ ان مکتوباتِ گرامی میں سے جو میرے خطوط کے جواب میں حضور علیہ السلام کی طرف سے موصول ہوتے رہے ہیں اس وقت صرف تین مکتوبات کی نقل میرے پاس موجود ہے اور باقی مکتوبات ضائع ہو گئے ہیں۔ ان تین مکتوبات میں سے دو مکتوبات تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں اور ایک مکتوب حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی سرساوی رضی اللہ عنہ کا تحریر کردہ ہے یہ ہر دو بزرگان چونکہ سیدنا حضرت اقدس کے عہدِ مبارک میں حضور کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر خدمات سرانجام دیتے تھے اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جوابات انہی کے توسط سے موصول ہوئے۔

مکتوبِ اوّل

مورخہ ۷ رجولائی ۱۸۹۹ء۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

الحمد لولیّہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ ونبیہ وآلہ امّا بعد

فسلام علیك ورحمة اللهِ وبركاته

یا اخی۔ قد تشرّف مکتوبک المنظوم لدی مولانا المسیح الموعود ایدہ الله فسرّ بمطالعته الجناب المذکور غایة السرور واثنیٰ علیک بما اودعت من وُدّک واخلاصك۔ فیا لقوم لمعرفةِ إمام زمانهم وشدّوا علی الایمانِ به بالنواجذ فهُم قوم رضی الله عنهم ورضوا عنه وسوف یجعلهمُ الله فوقَ الذین اصرّوا علی الانکار وجحدوا بآیاته۔ وسلّم منّا علی اخنا المولوی امام الدین۔

عبدالکریم ۔ رجولائی ۱۸۹۹ء

نوٹ۔ مذکورہ بالا خط مجھے موضع گولیکی موصول ہوا تھا۔

ترجمہ خط۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں اور درود اور سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی آل پر ہو۔ اسکے بعد آپ پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

اے میرے بھائی! آپکا منظوم خط سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس پہنچا حضور اسکے مطالعہ سے بہت خوش ہوئے۔ اور آپکی محبت اور اخلاص کیوجہ سے آپکی تعریف کی۔ اے وہ قوم

جنکو امام زمان کی شناخت اور ایمان کی مضبوطی کی توفیق ملی۔ یہی وہ لوگ ہیں جن سے خدا راضی ہوا اور وہ خدا سے راضی ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ عنقریب ان کو ان لوگوں پر غالب کردیگا جنہوں نے انکار پر اصرار کیا اور خدا تعالیٰ کے نشانوں سے منہ موڑا۔ ہماری طرف سے ہمارے بھائی مولوی امام دین صاحب کو السلام علیکم پہنچادیں۔ (عبدالکریم ۷ رجولائی ۱۸۹۹ء)

مکتوبِ دوئم

مندرجہ ذیل خط پیر سراج الحق صاحب کے قلم کا لکھا ہوا حضرت اقدس کیطرف سے مجھے موضع راجبکی میں یکم جنوری ۱۹۰۰ء کو موصول ہوا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم۔ حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپکا مکتوب عربی جسکی سطر سطر اور جس کا جملہ جملہ شوق و ذوق سے بھرا ہوا اور وجد دلانے والا تھا ملاحظہ فرمایا۔ ارشاد فرمایا کہ گاہ گاہ اور بکثرت یہاں آنا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ ارحم الراحمین ہے مَن جاہَدَ فینا لنہدینّہم سُبُلَنا۔ والسلام

از قادیان کتبہ سراج الحق یکم جنوری ۱۹۰۰ء

مکتوبِ سوئم

یہ خط ۱۲ رفروری ۱۹۰۰ء کا لکھا ہوا ہے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی تحریر ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

جناب مولوی صاحب! السلام علیکم

آپ کا منظوم خط کارڈ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا حضرت نے پڑھا۔ خدا تعالیٰ آپ کے اخلاص و مودت میں ترقی دے۔ مولوی صاحب! اصل بات یہ ہے کہ یہاں بیٹھنے کے بغیر علم صحیح اور عقیدۂ صحیحہ ہاتھ نہیں آسکتے۔

حضرت کی سیرۃ پر میرا رسالہ الحکم کی خبروں میں شائع ہوا ہے امید ہے آپ نے پڑھ لیا ہوگا۔

والسلام

عبدالکریم از قادیان ۱۲ رفروری ۱۹۰۰ء

نوٹ:- اس کتاب کا پروف مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل و کمیل انگلورٹ یادگیر نے دیکھا ہے جزاکم اللہ۔ علی محمد الہ دین

(طارق برقی پریس عابد روڈ مطبع حیدرآباد دکن میں طبع شد)